بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ہفت روزہ
بدر قادیان
جلد ۱۸ شمارہ ۳۴

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

Regd No. D 67
بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۹ ظہور (اگست)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۱۱ ظہور تک آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

ربوہ ۱۱ ظہور۔ حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی طبیعت دردِ گردہ کی وجہ سے کل دوپہر تک تو بہت ناساز رہی اس کے بعد سے متلی اور درد میں خفیف سا فرق ہے۔ کامل شفاء کے لئے احباب اپنی دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے آمین۔

قادیان ۱۹ ظہور۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع جملہ بچگان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ البتہ محترم صاحبزادہ صاحب کی بیگم صاحبہ محترمہ کو بخار اور ناک بند ہو جانے کی تکلیف پچھلے ہفتہ ہو گئی تھی جس کی وجہ سے ۱۴ اگست کو امرتسر جا کر معائنہ کرایا گیا اور تین دن ہسپتال میں Admit رہے۔ ۱۷ اگست کو واپس آ گئے۔ اب خدا کے فضل سے بہت حد تک آرام ہے۔ کامل شفایابی کے لئے احباب دعا فرماویں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔

۷ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ | ۲۱ ظہور ۱۳۴۸ ہش | ۲۱ اگست ۱۹۶۹ء

اس حی و قیوم کو ہم محض اپنی تدبیروں سے ہرگز نہیں پا سکتے

بلکہ

اس کے وصال کیلئے دعاؤں میں لگے رہیں تا خدا کو خدا ہی کے ذریعے پاویں

(کلماتِ طیبات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

"ہم اس حی و قیوم کو محض اپنی تدبیروں سے ہرگز نہیں پا سکتے بلکہ اس راہ میں صراطِ مستقیم صرف یہ ہے کہ پہلے ہم اپنی زندگی معہ اپنی تمام قوتوں کے خدائے تعالیٰ کی راہ میں وقف کر کے پھر خدا کے وصال کے لئے دعاؤں میں لگے رہیں تا خدا کو خدا ہی کے ذریعہ سے پاویں۔ اور سب سے زیادہ پیاری دعا جو عین محل اور موقعہ سوال کا ہمیں سکھاتی ہے وہ فطرت کے روحانی جوش کا نقشہ ہمارے سامنے رکھتی ہے۔ وہ دعا ہے جو خدائے کریم نے اپنی پاک کتاب قرآن شریف میں یعنی سورۂ فاتحہ میں ہمیں سکھائی ہے اور وہ یہ ہے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ تمام پاک تعریفیں جو ہو سکتی ہیں اس اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا اور قائم رکھنے والا ہے۔ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وہی خدا جو ہمارے اعمال سے پہلے ہمارے لئے رحمت کا سامان میسر کرنے والا ہے اور ہمارے اعمال کے بعد رحمت کے ساتھ جزاء دینے والا ہے۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ وہ خدا جو جزاء کے دن کا وہی ایک مالک ہے۔ کسی اور کو وہ دن نہیں سونپا گیا اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ اے وہ جو ان تعریفوں کا جامع ہے ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور ہم ہر ایک کام میں توفیق تجھ ہی سے چاہتے ہیں۔

اس جگہ ہم کے لفظ سے پرستش کا اقرار کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہمارے تمام قویٰ تیری پرستش میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے آستانہ پر جھکے ہوتے ہیں کیونکہ انسان باعتبار اپنے اندرونی قویٰ کے ایک جماعت اور ایک اُمت ہے۔ اور اس طرح پر تمام قویٰ کا خدا کو سجدہ کرنا یہی وہ حالت ہے جس کو اسلام کہتے ہیں۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ہمیں سیدھی راہ دکھلا اور اس پر ثابت قدم کر کے اُن لوگوں کی راہ دکھلا جن پر تیرا انعام اکرام ہے اور تیرے مورد فضل و کرم ہو گئے ہیں۔ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ۔ اور ہمیں ان لوگوں کی راہوں سے بچا جن پر تیرا غضب ہے اور جو تجھ تک نہیں پہنچ سکے اور راہ کو بھول گئے۔ آمین اے خدا ایسا ہی کر!!

یہ آیات سمجھا رہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے انعامات جو دوسرے لفظوں میں فیوض کہلاتے ہیں۔ انہیں پر نازل ہوتے ہیں جو اپنی زندگی کو خدا کی راہ میں قربانی دے کر اور اپنا تمام وجود اس کی راہ میں وقف کر کے اور اس کی رضا میں محو ہو کر پھر اس وجہ سے دعا میں لگے رہتے ہیں کہ تا جو کچھ انسان کو روحانی نعمتوں اور خدا کے قرب اور وصال اور اس کے مکالمات اور مخاطبات میں سے مل سکتا ہے وہ سب اُن کو ملے اور اس دعا کے ساتھ اپنے تمام قویٰ سے عبادت بجا لاتے ہیں۔ اور گناہ سے پرہیز کرتے اور آستانہ الٰہی پر پڑے رہتے ہیں اور جہاں تک اُن کے لئے ممکن ہے اپنے تئیں بدی سے بچاتے ہیں اور غضبِ الٰہی کی راہوں سے دور رہتے ہیں۔ سو چونکہ وہ ایک اعلیٰ ہمت اور صدق کے ساتھ خدا کو ڈھونڈتے ہیں اسلئے اُس کو پا لیتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی پاک معرفت کے پیالوں سے سیراب کئے جاتے ہیں۔ اس آیت میں جو استقامت کا ذکر فرمایا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سچا اور کامل فیض جو روحانی عالم تک پہنچاتا ہے کامل استقامت سے وابستہ ہے اور کامل استقامت سے مراد ایک ایسی حالت صدق و وفا ہے جس کو کوئی امتحان ضرر نہ پہنچا سکے۔ یعنی ایسا پیوند ہو جس کو نہ تلوار کاٹ سکے نہ آگ جلا سکے اور نہ کوئی دوسری آفت نقصان پہنچا سکے۔ عزیزوں کی موتیں اس سے علیحدہ نہ کر سکیں۔ پیاروں کی جدائی اس میں خلل انداز نہ ہو سکے۔ بے آبروئی کا خوف کچھ رعب نہ ڈال سکے۔ ہولناک دکھوں سے مارا جانا ایک ذرہ دل کو نہ ڈرا سکے۔ سو یہ دروازہ نہایت تنگ ہے اور یہ راہ نہایت دشوار گذار ہے۔ کس قدر مشکل ہے، آہ صد آہ"

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ ۱۲۹ و ۱۳۰)

جلسہ سالانہ قادیان!!

بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۴۸ہش مطابق ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۹ء منعقد ہوگا

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے امسال جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۴۸ہش یعنی ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۶۹ء رکھی گئی ہیں ــــ جملہ برادران امراء۔ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ اور مبلغین سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں سے مطلع کیا جائے تاکہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) کی تاریخوں میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کر کے اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۱ ظہور ۱۳۴۸ ہش

جدید سائنسی انکشافات اور قرآن مجید

زمانہ نہایت تیزی سے بدل رہا ہے۔ جو واقعات کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھے آج حقیقت بن کر سامنے آرہے ہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی میں غیر معمولی مہارت حاصل کر لینے کے بعد اب حضرتِ انسان زمین کے ذیلی سیارہ چاند میں بھی جا پہنچا ہے۔ اِس طرح کی محیر العقول ترقی کے نتیجہ میں اگر نئے سے نئے علوم سے پردہ اُٹھ رہا ہے تو نئے سے نئے مسائل بھی سامنے آرہے ہیں۔ سیاسی اور معاشرتی دنیا ہی ان سے متاثر نہیں ہوتی بلکہ ایک دُنیا کے مذہبی معتقدات پر بھی خاصہ اثر پڑ رہا ہے۔ اس کی چند مثالیں اسی پرچہ میں دوسری جگہ بعض اخبارات کے حوالہ سے مطالعہ کی جاسکتی ہیں۔

اس موقعہ پر ایک سچے مسلمان کا دِل اللہ تعالےٰ کے شکر و امتنان سے بھر جاتا ہے کہ اُسے ایسا دِین نصیب ہوا جس کی تعلیمات مضبوط چٹان کی طرح اپنی جگہ پختہ اور لازوال ہیں۔ انکشافاتِ جدیدہ سے اِسلامی تعلیمات کو اس رنگ میں متاثر ہونا ممکن ہی نہیں کہ اس کے بُنیادی عقائد پر اس کا اثر پڑے۔ اس کی اصلی وجہ یہی ہے کہ قرآن پاک حیّ و قیوّم، عالم الغیب خدا کی طرف سے نازل کردہ ہے جس کی نظر آئندہ کے سب تغیرات پر اِسی طرح محیط ہے جس طرح محدود علم و نظر رکھنے والے انسان کی نظر سامنے کی چیزوں پر۔ چنانچہ حق کی ترجمانی اور وضاحت کرتے ہوتے قرآن کریم نے ایک زبردست دعوٰی کے ساتھ باطل کو چیلنج بھی دے رکھا ہے کہ:-

وَاِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیْزٌ لَّا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ۔ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ۔ (حٰمٓ سجدہ آیت ۴۲، ۴۳)

یہ ایک بڑی عزّت والی کتاب ہے جس پر باطل کسی رنگ میں بھی غلبہ نہیں پا سکتا۔ یعنی اِس کتاب پر نہ علوم حاضرہ اور نہ بعد میں ظاہر ہونے والی نئی نئی ایجادات اور علوم جدیدہ کی رُو سے کسی طرح کا کوئی اعتراض وارد ہو سکے گا۔ اور اس کی پیش کردہ صداقتوں پر کسی طرح کی زد نہیں پڑ سکے گی۔ اس لئے کہ وہ تنزیل من حکیم حمید ہے۔ وہ سب خوبیوں کے مالک اور بڑی حکمتوں والے خدا کی طرف سے اُترا ہے۔ جس نے اِن سب باتوں کا پہلے ہی لحاظ رکھ لیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بشری علوم و فنون ہمیشہ ہی ہر دَور میں برابر بدلتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ اِس دَور میں تو اس تبدیلی کی رفتار بہت ہی تیز ہو گئی ہے۔ اس کے باوجود قرآنی تعلیمات اپنی جگہ پر مضبوطی سے قائم ہیں۔ اِن تبدیلیوں کے نتیجہ میں اس کی بیان کردہ کسی صداقت میں مطلق فرق نہیں آتا۔ بلکہ جوں جوں سائنس اور ٹیکنالوجی نے ترقی کی اور نئی سے نئی باتیں منصّۂ شہود میں آئیں قرآن کریم کا نُور اور زیادہ آب و تاب کے ساتھ چمکا۔ اور اس کا حسین چہرہ اور زیادہ پُرکشش صورت میں سامنے آیا۔

اگرچہ قرآن کریم انسان کی رُوحانی ضروریات کو پُورا کرنے آیا ہے، نیکی اور تقوٰی کی راہوں کی وضاحت بڑی صفائی سے کرتا ہے لیکن اس نے انسانی دماغ کو ہمیشہ غور و فکر کرنے کی تاکید فرمائی اور اپنے ماننے والوں کو زمین و آسمان کے تغیرات اور سب کائنات کا بغور مطالعہ کرتے رہنے کی تلقین کی۔ اس نے بتایا کہ خدا نے ساری کائنات کو انسان کے لئے مفت کام میں لگا رکھا ہے۔ اگر انسان اپنی خداداد قابلیت کے ساتھ کائنات کے اسرار و رموز معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس سے قرآن کریم کی صداقتیں اور زیادہ چمکتی اور روشن ہوتی ہیں۔

اسی نقطۂ نظر سے اگر آج کا سائنسدان اپنی زمین سے نکل کر دُور خلا کی تسخیر کو نکلتا اور اجرام فلکی میں پہنچ جانے کی سعی کرتا ہے تو اس سے قرآن کریم ممانعت نہیں کرتا اور نہ اُسے اس بات کا اندیشہ دامنگیر ہے کہ ایسا کرنے کے نتیجہ میں اس کی بیان کردہ بعض صداقتیں بدل جائیں گی۔ اس کے برعکس بعض قسم کی مساعی میں کامیابی کی پیش از وقوع خبریں بھی دے رکھی ہیں ——!!

بہ طور مثال وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ کی آیتِ کریمہ میں لطیف پیرایہ میں چاند ستاروں کے اندر انسان کے پہنچ جانے اور اُن کُروں کے زمین ہی کا حصّہ ثابت ہو جانے کی کسی قدر تفصیل ہم اپنے ایک گذشتہ اداریہ میں بیان کر چکے ہیں۔

اسی طرح یاجوج ماجوج کی نسبت بائبل میں بھی ذکر آتا ہے۔ اور قرآن کریم نے اُن کے ذکر میں جن عظیم الشان خبروں سے پردہ اُٹھایا ہے وہ اسی مبارک کتاب کا حق ہے۔ مثلاً آپ سورۃ رحمٰن کی آیتِ کریمہ

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔

کے مبارک، جامع اور لطیف الفاظ پر غور کریں جو اپنے اندر معلومات کا ایک سمندر سمیٹے ہوئے ہیں۔ زیادہ تفصیل کا تو یہ موقعہ نہیں۔ اس وقت صرف اسی قدر اشارہ کر دینا کافی ہے کہ اس آیتِ کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں طاقتیں زمین و آسمان کے اطراف میں بہت زیادہ نفوذ حاصل کر لیں گی۔ اور خلاء کی تسخیر کے سلسلہ میں محیر العقول کام کر لینے میں سبقت لے جائیں گی۔ چنانچہ فَانْفُذُوْا صیغۂ امر میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور ساتھ ہی ایک اور زبردست حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے ان اقوام کو یوں خطاب کیا ہے

لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ

بے شک تم خلا کی تسخیر کے سلسلہ میں بڑا نفوذ حاصل کر سکتے ہو۔ مگر شرط یہ ہے **سُلطان** کی مدد کے بغیر تمہارے لئے نفوذ کی صورت ممکن نہیں۔ یہ سُلطان کیا ہے؟ اِس میں خلائی جہاز کے تمام ضروری لوازمات کی تیاری سے لیکر نوعِ انسان کو خلا میں لے جانے یا چاند ستاروں کی بلندی میں پہنچانے کے سلسلہ میں **زمینی ماحول** کے بنائے رکھنے تک کی ساری باتیں شامل ہیں۔ چنانچہ جو شخص بھی خلائی جہاز کی عمومی ٹیکنیک اور اس میں خلا بازوں کے کمروں اور ان کے لباس کی تفصیل پر نظر کرے گا۔ وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ ۲½ لاکھ میل کی بلندی پر پہنچ جانے کے باوجود خلا بازوں کے لئے ہر دم زمینی ماحول ہی میں رکھے جانے کا اہتمام رہا۔ اسی غرض سے ہم نے بدر کے پرچہ میں امریکی خبرنامہ سے اس لباس کی تفصیل نقل کر دی تھی جو چاند پر اُترتے وقت خلا باز کو پہننا ضروری قرار دیا گیا تھا۔ اب ایک مسلمان کے لئے کس قدر ازدیادِ ایمان کی یہ بات ہے کہ انسان چاند پر جاتا ہے، خلا میں اُڑتا ہے۔ جب تک سُلطان کے غلاف سے اسے محفوظ نہیں بنایا جاتا اُس وقت تک نہ تو خلا میں کسی انسان کا نفوذ حاصل کرنا ممکن ہے اور نہ ہی کوئی سائنس داں اس کے بغیر کسی انسان کو خلا میں بھیجنے کے لئے تیار ہے۔

بے شک فی زمانہ دجّال (جسے دوسرے لفظوں میں یاجوج ماجوج بھی کہا گیا ہے) کا خلائی تسخیر اور چاند ستاروں میں پہنچ جانے کے لئے آلات کا ایجاد کر لینا ایک بڑا کارنامہ ہے لیکن اسی کتاب عزیز نے یہ بھی فرما رکھا ہے کہ

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَکْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ (المؤمن۔ آیت ۵۸)

اس آیتِ کریمہ میں "خلق الناس" سے بعض مفسّرین (مثل بغوی مفسّر کے، حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۰) نے دجّال مراد لیا ہے۔ اس لحاظ سے مطلب اس آیت کا یہ ہوگا کہ آخری زمانہ میں دجّال کی محیر العقول تخلیقات کو دیکھ کر کسی کمزور ایمان والے کو اللہ کی ذات کے بارے میں خواہمخواہ شکوک و شبہات کا شکار نہ بن جانا چاہئے۔ ایسے موقعہ پر ضروری ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور کرے اور دیکھے کہ دجّال کی تخلیقات عام لوگوں کی نگاہ میں محیر العقول ضرور ہیں لیکن ان کے مقابلہ میں آسمانوں اور زمین کی پیدائش بہرحال بڑا کام ہے۔ اور دجّال نے جو کچھ کیا وہ اِسی کائنات کے اسرار و رموز میں سے چند کو خدا داد ذہانت و قابلیت سے بروئے کار لے آیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ سائنس کو گویا ایسی بالادستی حاصل ہو گئی کہ خالقِ کائنات کے بارہ میں بھی شک ہونے لگے۔

ایک مومن کی نگاہ میں قرآن کریم کی قدر و منزلت کس قدر بڑھ جاتی ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ چودہ سو سال پہلے بتائی ہوئی باتیں اِس زمانہ میں کس شان کے ساتھ پوری ہو رہی ہیں حتّٰی کہ دجّال کی تخلیقات کو دیکھ کر ایک دُنیا خالقِ حقیقی ہی سے برگشتہ ہونے لگتی ہے۔ مگر یہ قرآن کریم ہی کا کمال ہے کہ ایسے موقعہ پر انہیں گمراہ ہونے سے بچاتا اور اُن کے سامنے یہ عظیم نکتہ پیش کرتا ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے زور سے اگر ایسی ایجادیں ہو گئیں تو کیا ہوا؟ خالقِ حقیقی کی قدرت اور اس کی عظمت اور کبریائی اس سے بھی کہیں اعلٰے اور ارفع ہے۔ اس کی طرف نظر کرو۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے؎

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

فَتَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ؏

خطبہ جمعہ

اسلام کا اقتصادی حقیقی نظام عبادت کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے

یہ نظام چار بنیادی صفاتِ باری تعالیٰ پر قائم ہے اور دنیا کے دیگر تمام نظاموں سے ارفع اور برتر ہے

اسلام کہتا ہے کہ ہر فرد کی قوت اور استعداد کو کمال تک پہنچانے کے لئے زیادہ سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ میسر ہونی چاہیئے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۶ ر احسان ۱۳۴۸ ہجری شمسی مطابق ۶ ر جون ۱۹۶۹ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے پچھلے خطبہ میں بتایا تھا کہ

اسلام کا یہ دعویٰ ہے

کہ جو اقتصادی نظام وہ دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے وہی ارفع اور برتر نظام ہے اور یہ اس لئے کہ اسلام کا اقتصادی نظام عبادت کے ان تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے جن کی طرف ہمیں اسلامی تعلیم متوجہ کرتی ہے

اگر ہم زیادہ تفصیل سے غور کریں اور اس مضمون پر سوچیں کہ عبادت کے سارے تقاضوں کا اسلام کے اقتصادی نظام سے کیا تعلق ہے تو ایک عظیم مضمون ہمارے سامنے آتا ہے۔

مُخلِصِینَ لَهُ الدِّین میں عبادت کے جس پہلے تقاضا کی طرف اشارہ کیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ عبادت اور پرستش سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کی نہیں کرنی جس کے معنے اسلامی تعلیم کے رو سے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے منزہ سمجھنا

دنیا کی تاریخ اور دنیا کے حالات

پر نظر رکھتے ہوئے اس کے معنے یہ ہو گئے کہ کسی بت کو خدا کا شریک نہیں ٹھہرانا کسی انسان کو خدا کا شریک نہیں بنانا۔ چاند اور سورج اور پیپل وغیرہ کے درختوں اور سانپوں اور پتھروں کو بھی خدا کا شریک نہیں بنانا۔ نہ ہی اپنے نفس، اپنی تدبیر اور اپنے مکر و فریب کو خدا کا شریک بنانا ہے

اس کے

دوسرے معنے یہ ہیں

کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات کو خالصۃً للہ قرار دینا۔ یعنی ان صفات کو بجز ذاتِ باری کسی اور میں قرار نہ دینا اور بظاہر جو ربوبیت کرنے والے رب اور فیض پہنچانے والے وجود ہیں انہیں بھی حقیقی رب تصور نہیں کرنا بلکہ ایسے وجودوں کو جو حقیقتاً ایک حد تک اس اسباب کی دنیا میں دوسروں کو فیض پہنچانے والے ہیں اور ان کی ربوبیت کرنے والے ہیں ان سب کو

اللہ کے ہاتھ کا ایک نظام

یقین کرنا۔ پس نہ ذاتِ باری میں، نہ صفاتِ باری میں کسی کو شریک قرار دینا۔ اور اس دنیا کو صفاتِ باری کے جلوے ہی سمجھنا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی ہے۔ کہ جو صفات اشیاء میں وہ آثار صفاتِ باری ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں ہر چیز کے اندر جو خصوصیت، جو صفت، جو اثر پایا جاتا ہے وہ

اللہ تعالیٰ کی صفات

میں سے کسی نہ کسی صفت کا جلوہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی کا نام سنت اللہ یا قانون قدرت رکھا ہے

پس نہ ذاتِ باری میں، نہ صفاتِ باری میں کسی دوسرے کو شریک قرار دینا یہ عبادت کا پہلا مطالبہ تھا۔ ویسے اسلام کے ہر حکم میں عبادت کے ان تمام حقیقی تقاضوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اسلام کا اقتصادی نظام بھی عبادت کے تمام تقاضوں کو مدنظر رکھ کر دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ

اسلام کا اقتصادی نظام

صفاتِ باری کی بنیادوں پر اس طرح قائم کیا گیا ہے کہ ان صفاتِ حسنہ کا اظہار بھی ہو اور ان میں کسی اور کے شریک ہونے کو برداشت بھی نہ کیا جائے۔ غرض خالصۃً صفاتِ باری پر اسلام کے اقتصادی نظام کی بنیاد ہے۔ میں چند مثالیں دے کر اس مضمون کو واضح کروں گا۔

جیسا کہ میں نے کہا ہے ساری صفاتِ باری اسلام کے اقتصادی نظام میں جلوہ گر ہیں لیکن پہلی بڑی صفت جو اس نظام میں ہمیں جلوہ گر نظر آتی ہے جس کے اوپر میں سمجھتا ہوں کہ سارے نظام کی بنیاد رکھی گئی ہے

وہ ربّ العٰلمین کی صفت ہے

جس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بحیثیت رب کے ہر چیز کو پیدا کیا۔ اور ہر شئے کے اندر وہ قوتیں اور استعدادیں پیدا کیں۔ ہر ایک کی اپنی اپنی قوت اور استعداد ہے۔ اور ہر شخص کے اندر ان قوتوں اور استعدادوں کی حد بندی کی۔ پھر یہ کہ ہر قوت اور استعداد کی نشوونما کے سامان پیدا کئے۔ ہر قوت کے لئے وہ چیز پیدا کر دی جو اسے میسر آ جائے تو وہ قوت اپنے کمال کو پہنچ جائے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ چونکہ ساری دنیا انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ دنیا میں جو کچھ بھی ہمیں نظر آتا ہے وہ اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ ہر فردِ بشر کی تمام قوتوں اور استعدادوں کی نشوونما کو اس کے کمال تک پہنچایا جا سکے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو اس کی قوت یا استعداد کو نشوونما تک پہنچانے کے سامان میسر نہیں تو وہ شخص مظلوم ہے اس کا حق مارا گیا ہے کیونکہ اللہ ربّ العٰلمین نے جو سامان اس کے لئے پیدا کئے تھے جو اسباب اس کی قوتوں اور استعدادوں کی صحیح نشوونما اور ان کے

کمال تک پہنچانے کے لئے

پیدا کئے تھے وہ اسے حاصل نہیں۔ پس اسلام کا اقتصادی نظام ایک ایسا نظام ہے جس میں ہر فردِ بشر کو ہر وہ چیز میسر آ جاتی ہے جو اس کی قوتوں اور استعدادوں کی صحیح نشوونما اور کمال

منظوم کلام — حضرت مسیح موعود علیہ السلام

شانِ قرآنِ کریم

شکرِ خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گُل کھلا یہی ہے
کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے
دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسے خوابیں
خالی ہیں ان کی قابیں خوانِ ہدیٰ یہی ہے
اس نے نشاں دکھائے طالب سبھی بلائے
سوتے ہوئے جگائے بس حق نما یہی ہے
پہلے صحیفے سارے لوگوں نے سب بگاڑے
دنیا سے وہ سدھارے نوشہ نیا یہی ہے

تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے، اور اس طرح اس کا حق مارا نہیں جاتا۔ اس کے یہ معنے بھی ہیں کہ قوتوں کی غلط نشوونما کے لئے جن چیزوں کا انسانی ذہن یا اس کا معاشرہ مطالبہ کرتا ہے اسلام کے اقتصادی نظام میں وہ اسے میسر نہیں آئے گی کیونکہ وہ چیز اس کے لئے پیدا ہی نہیں کی گئی۔ وہ اس کا حق ہی نہیں بنتا۔ اس غرض کے لئے وہ قوت یا وہ چیز پیدا نہیں کی گئی ہے لیکن اس کی تفصیل میں میں بعد میں جاؤں گا غرض اسلام کا اقتصادی نظام یہ نہیں کہتا کہ ضروریات زندگی کے لئے کم سے کم جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ ہمیں مہیا ہونی چاہئیں۔ اسلام کا اقتصادی نظام یہ کہتا ہے کہ

ہر فرد کی قوتوں اور استعدادوں

کی نشوونما اور کمال تک پہنچانے کے لئے زیادہ سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ اسے میسر ہونی چاہئیے۔ سرمایہ دارانہ اور اشتراکیت والے نظام کے اندر اس چیز کا عام طور پر خیال نہیں رکھا گیا لیکن اسلام یہ کہتا ہے کہ ان قوتوں اور استعدادوں کی حفاظت کرنے اور انحطاط سے بچانے کے لئے سامان بھی ہم نے پیدا کئے ہیں۔ آپ لئے ہر وہ چیز جو اس ارتقاء کے راستے میں روک ہے، اس نشوونما کے راستے میں روک بنتی ہے اسے دور کرنے کا انتظام بھی

اسلام کے پیش کردہ اقتصادی نظام

میں موجود ہے۔ مثلاً بعض دفعہ بیماری روک بن جاتی ہے۔ اگرچہ آدمی سنت اللہ کو نظر انداز کرتے ہوئے یا غفلت کی وجہ سے یا بعض دفعہ جان بوجھ کر خدا کے قانون کو توڑتے ہوئے وہ خود بیمار ہوتا ہے۔ اس کے باوجود اس غافل انسان کی صحت کی ذمہ داری اسلام کے اقتصادی نظام نے اپنے ذمہ لی ہے۔ غرض کپڑا اور روٹی اور مکان اور یہ دوائیاں وغیرہ جو ہیں ان کو ہی ضرورت نہیں سمجھا گیا بلکہ ہر وہ چیز جس کی انسانی قوتوں اور استعدادوں کی حفاظت اور نشوونما اور ان کو کمال تک پہنچانے کے لئے ضرورت ہے اسلام کہتا ہے کہ وہ چیز مہیا ہونی چاہئیے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ

بعض بچے بڑے ذہین ہوتے ہیں

۔۔۔ ایک ہی مثال دوں گا ورنہ یہ مضمون بڑا ۔۔۔ لمبا ہو جائیگا) اور ان کے ذہنی نشوونما ۔۔۔ کا معاشی اور گھریلو ماحول روک بن

جاتا ہے۔ اسلام کا نظام (اسے آپ اقتصادی نظام یا معاشرتی نظام کہہ لیں کیونکہ یہ ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہیں) یہ کہتا ہے کہ اس کی قوتوں اور استعدادوں کی نشوونما میں بری صحبت روک بن رہی ہے اس لئے یہ روک دور کرو۔

اللہ تعالیٰ نے سارے معاشرہ کو یہ تعلیم دی ہے

کہ وہ ایک دوسرے کی نگرانی کرنے والے ہوں چھوٹی جماعتوں میں عام طور پر زیادہ خرچ نہیں ہوتا۔ ماں باپ اتنا بوجھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن بسا اوقات ایک بچے کو پوری غذا میسر نہیں آ رہی ہوتی۔ لیکن وہ بڑے اچھے نمبر لے کر دسویں پاس کر لیتا ہے اس کا دماغی رجحان ڈاکٹر بننے کا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ باوجود بچے کی طبیعت کے اس رجحان کے اکثر والدین اس کو آرٹس کی طرف کیوں لے جاتے ہیں۔ میرے ذاتی علم میں بعض ایسی مثالیں ہیں کہ ماں باپ نے یہ سوچا کہ بچہ کا رجحان تو میڈیکل لائن اختیار کرنے کا ہے جس کے بعد وہ میڈیکل کالج میں داخل ہو سکتا ہے لیکن اگر سائنس کا مضمون لے تو خرچ زیادہ آئے گا اس لئے اس کو آرٹس کی طرف لے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ظلم ہے۔ اسے ذہنی طور پر ڈاکٹر بننے کے لئے پیدا کیا گیا تھا۔ اسے وہ تمام سہولتیں میسر آنی چاہئیں جن کی بنا پر وہ ڈاکٹر بن سکے

پھر میں نے کالج میں دیکھا ہے بعض لڑکے بڑے ذہین ہوتے ہیں بڑے محنتی ہوتے ہیں لیکن جو انہیں کھانے پینے کو میسر آتا ہے اس سے وہ اپنی صحت کو برقرار نہیں رکھ سکتے۔ کمزور ہو جاتے ہیں اسلام کا اقتصادی نظام ہمیں یہ کہتا ہے کہ

تمہارا یہ فرض ہے

کہ تم دیکھو کہ بچے کو نہ صرف زندہ رہنے کے لئے غذا ملے بلکہ اسے اس کے ذاتی رجحان کے مطابق غذا دو تا وہ صحیح ڈاکٹر بنے جس کے لئے دوسرے مضمونوں سے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے۔ اور اچھے ذہن کو اپنی صلاحیتوں کی وجہ سے محنت بہرحال زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ اس واسطے دماغی کام جتنا بوجھ اس پر ڈال رہا ہے اسے اسی قسم کی غذا ملنی چاہئیے۔ ایک شخص مثلاً سارا دن ہل چلاتا ہے۔ وہ اپنی طبیعت اور جسمانی کام کی وجہ سے زیادہ آٹا استعمال کر کے اپنی صحت کو برقرار رکھتا ہے۔ لیکن کالج کے ایک طالب علم کو جو کلاس کے علاوہ دس بارہ گھنٹے کام

کر رہا ہو اس کو وہی آٹا دے دیں تو وہ اپنی صحت کو برقرار نہیں رکھ سکتا بلکہ وہ شاید اور زیادہ بیمار ہو جائے۔ کیونکہ اسے اور قسم کی غذا کی ضرورت ہے۔ پس اسلام کا اقتصادی نظام یہ کہتا ہے کہ ایسے طالبعلم کو اس کی ضرورت کے مطابق غذا ملنی چاہئیے میں ایک دفعہ اپنے کالج کے دفتر سے گھر کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں

مجھے ایک طالب علم ملا

جس کے متعلق مجھے علم تھا کہ وہ بڑا محنتی اور ہوشیار طالب علم ہے کوئی مہینے ڈیڑھ تک یونیورسٹی کے امتحان ہونے والے تھے۔ میں نے دیکھا کہ اس کا منہ زرد اور منہ پر دھبے پڑے ہوئے ہیں۔ بیمار شکل ہے۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑا سخت صدمہ پہنچا کہ میں نے اس کی صحت کا خیال نہیں رکھا۔ ویسے وہ عام کھانا تو کھا رہا تھا لیکن ایسے کھانے پر اسلام کا اقتصادی نظام نہیں ٹھہرتا۔ میں نے سوچا کہ میں نے ظلم کیا۔ کشتی رانی کرنے والے طلباء کو تو میں سویابین کا حلوہ دیتا ہوں لیکن جو دن رات محنت کرنے والے طلباء ہیں ان کو میں سویابین کا حلوہ نہیں دیتا۔ میں نے تو بڑی غلطی کی۔ چنانچہ اس کو تو میں نے کہا کہ مجھ سے سویابین لے جا کر استعمال کرتا (لیکن بعد میں میں نے تمام محنتی طلباء کو سویابین دینے کا انتظام کر دیا) پہلے اسے مناسب حال غذا نہیں مل رہی تھی۔ اب جب اسے مناسب حال غذا ملی تو پندرہ دن کے بعد میں نے دیکھا کہ اس کے چہرے کے دھبے دور ہو گئے۔ چہرے پر سرخی آ گئی۔ آنکھوں میں زندگی اور کی علامات نظر آنے لگیں اور وہ امتحان میں بڑا اچھی طرح سے پاس ہوا۔ اچھے نمبر تو وہ ویسے بھی لے لیتا لیکن یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ساری عمر کے لئے وہ بیمار پڑ جاتا۔ کئی عوارض اسے ایسے لاحق ہو جاتے جن سے چھٹکارا پانا اس کے لئے ناممکن ہو جاتا

پس اسلام کا اقتصادی نظام صرف یہ نہیں کہتا کہ ایسے طالب علم کو صرف زندہ رکھنا ہے کہ ایسے طالب علم کی خداداد قوت اور استعداد کی نشوونما کو کمال تک پہنچانے کے لئے جو بھی اس کی ضرورت ہے وہ پوری کرنی ہے۔ پھر آگے جا کر اس کے لئے

یہ انتظام بھی ہونا چاہئیے

کہ وہ میڈیکل کالج میں بھی داخل ہو سکے۔ پھر یہ انتظام بھی ہونا چاہئیے کہ بعد میں Research میں اس کا دماغ چلتا ہے تو اس کی انتہا تک پہنچ جائے خدا تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی قوموں

کے درمیان مقابلے اور مسابقت کی روح پیدا کی ہے۔ ان میں سے بعض مقابلے جائز اور اچھے ہیں۔ بعض برے بھی ہیں ان کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئیے۔ لیکن اچھی باتوں میں ہم نے بہرحال مقابلہ کرنا ہے۔ جب تک یہ انتظام نہ کیا جائے اس وقت تک ہم ان قوموں سے جو دنیا کے ہر میدان میں اس وقت ہم سے آگے نکلی ہوئی ہیں مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ اسلام کے اقتصادی نظام پر عمل کر کے ہی

ہم ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں

کیونکہ جن برائیوں میں وہ پھنسے ہوئے ہیں اسلام کا اقتصادی نظام ہمارے نوجوانوں کو ان میں نہیں پھنسائے گا۔

غرض اسلام کا اقتصادی نظام اس بنیاد پر قائم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اس کی قوتوں اور استعدادوں کو بھی پیدا کیا۔ ان قوتوں اور استعدادوں کے مطابق سامان بھی پیدا کئے اور پھر ان کی نشوونما کو کمال تک پہنچانے کے سامان بھی پیدا کئے۔ اسلام کا اقتصادی نظام

صفاتِ باری کے پرتو کے نیچے

ہر انسان کا یہ حق تسلیم کرتا ہے کیونکہ ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور نے تو کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ پھر ہمیں یہ بتایا کہ چونکہ ایک طرف ہر ایک کو ایک قوت دی اور اس قوت کی صحیح نشوونما کے لئے ہر ایک قسم کے سامان دئے تو دوسری طرف مختلف انسانوں کو مختلف قوتیں دے کر ایک تفاوت پیدا کر دیا۔ اور یہ تفاوت ابتلاء اور امتحان کے لئے پیدا کیا۔ اسلام کے نزدیک کسی کا مالدار ہونا یہ ثابت نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بڑا خوش ہے نہ کسی کا غریب ہونا یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے بڑا ناراض ہے بلکہ ہر دو کو اللہ تعالیٰ نے

ایک امتحان اور ابتلاء

میں ڈالا۔ اگر وہ اس پر پورے اترے تو ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی اور اخروی زندگی میں بھی جنت کے سامان پیدا کر دئے۔ ہر قسم کی رضا الٰہی کے سامان یعنی اس دنیا کی زیادہ سے زیادہ نشوونما اور ارتقاء اور زیادہ سے زیادہ قرب الٰہی کے حصول کے سامان پیدا کر دئے

اگر یہ تفاوت نہ ہوتا ایک شخص کے اندر انتظامی قابلیت اور تجارتی میلان کا نہ ہوتا۔ تجارت کی سوجھ بوجھ نہ ہوتی تو وہ کروڑ پتی نہ بنتا۔ اس کو کہا کہ تم اپنی قوت

کو نشوو نما دے اور جائز ذرائع سے جتنا کما سکتا ہے۔ کما۔ جب اس نے کما لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ جو ہم نے تمہیں

کمانے کی قوت دی تھی

اور تجارت کی سوجھ بوجھ عطا کی تھی اس کے نتیجہ میں تم نے پانچ کروڑ روپیہ کما لیا لیکن اب ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ پانچ کروڑ روپیہ تمہارا نہیں کیونکہ اس میں سے تین کروڑ روپیہ وہ ہے جس کا تعلق تیرے بھائیوں کے ساتھ ہے وہ اس سے فائدہ حاصل کریں گے اس واسطے تو ان کو دے دے

تقسیم پیداوار کے جو اصول ہیں

وہ اسی بنیاد پر بنائے گئے ہیں کہ ہر انسان کی ضرورت (اس وسیع معنے میں جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے) پوری ہونی چاہیئے۔ جائز ضرورت ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والی چیز نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سے بغاوت کے آثار نہ ہوں۔ اس میں خالص اطاعت ہو اور جتنی ضرورتیں ہیں روحانی جسمانی وغیرہ۔ ان کے سامان ہوں (آگے اس کی بڑی لمبی تفصیل ہے) لیکن ہر ضرورت پوری ہونی چاہیئے۔ اگر اس کی قوت اور استعداد ایسی بنائی کہ وہ اس حسین معاشرے کو حسین بنانے میں کامیاب ہوا لیکن اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی اور اپنے Dependents (زیر کفالت افراد) کی ساری ضرورتوں کو پورا کرنے میں کامیاب نہ ہوا تو خدا تعالیٰ نے اسے کہا کہ تم گھبراؤ نہیں۔ تیری تو ہم نے ضرورتیں پیدا کی ہیں۔ یہ تفاوت جو آپس میں رکھا ہے اس کے نتیجہ میں تیری

ضرورت کی اشیاء

ہم نے دوسرے کے گھر میں اس کی قوتوں کی وجہ سے بھیج دی ہیں۔ لیکن اسے یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ تیرے گھر واپس کرے پس اس طرح ایک امن کا معاشرہ قائم ہو جاتا ہے۔

پھر رب العٰلمین کی صفت کے نتیجہ میں جو اقتصادی نظام قائم ہوا اس میں نسل کا یا قوم کا یا مذہب کا کوئی دخل نہیں رکھا گیا۔ کیونکہ ربوبیت عالمین کا تقاضا ہے کہ ہر مخلوق کی ضرورتوں کو پورا کیا جائے اس مخلوق میں سے مثلاً کوئی ابوجہل بن جاتا ہے۔ پس اس کی اقتصادی ضرورتیں تو ہر حال پوری ہونی چاہئیں کیونکہ رب العٰلمین نے اسے پیدا کیا اور اس کی ضرورتوں کو بھی پیدا کیا۔ اور اس کی قوتوں اور طاقتوں کو بھی پیدا کیا۔ وہ اس سے حساب لے گا بعض دفعہ اس دنیا میں بھی لیتا ہے۔ اور بعضوں کا اس دنیا میں حساب نہیں لیتا اس دنیا میں لے لیتا ہے۔ لیکن ان کے ساتھ جو سلوک ہے (اس وقت میں اقتصادی سلوک کی بات کر رہا ہوں) وہ

رب العٰلمین کی صفت

کو قائم کرتے ہوئے ہونا چاہیئے۔ ربوبیت عالمین کا جلوہ اس کے اندر نظر آنا چاہیئے۔ ایک شخص اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیتا ہے ایک دوسرا ہے جو بتوں کی پرستش کرتا ہے ایک دہریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ مجھ سے دور جا رہا ہے تو خود نقصان اٹھائے گا۔ میں رب العٰلمین ہوں۔ اگر تم میرے بندے ہو تو میرے قائم کردہ اقتصادی نظام پر تمہیں عمل کرنا پڑے گا اور وہ یہ ہے کہ جب میں نے اس گالیاں دینے والے انسان کو پیدا کیا اس کی قوتوں اور طاقتوں کو بھی میں نے ہی پیدا کیا اور ان کی نشوونما کے

تمام جسمانی اسباب

میں نے پیدا کئے۔ بعض کو انہوں نے ٹھکرا دیا۔ ان کو سزا ملے گی لیکن جس قسم کے نشوونما کے سامان تم پیدا کر سکتے ہو۔ ان میں روحانی بھی آجاتے ہیں یعنی ان کو تبلیغ اور وعظ و نصیحت کرنا۔ اخلاقی بھی آجاتے ہیں ان کو سمجھانا کہ یہ چیزیں اخلاق کے لئے بری ہیں اور جسمانی بھی آجاتے ہیں کہ ان کی ضرورتوں کو پورا کرنا۔ اگر آج ابوجہل کے کسی مثیل کے ہاں یا بت پرست کے ہاں یا ہندو کے ہاں بچہ پیدا ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت اچھا ڈاکٹر بننے کی طاقت دی ہو اور اسی قسم کا ایک اور بچہ انہی قوتوں اور استعدادوں کے ساتھ ایک مسلمان کے گھر میں پیدا ہو تو اسلام کا اقتصادی نظام یہ کہتا ہے کہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں کرنا۔ بلکہ ہر دو کی قوتوں کی نشوونما کے سامان مہیا کرنے ہیں۔ ان سے تعاون کرنا ہے۔ ان کی مدد کرنی ہے اور پوری کوشش کرنی ہے کہ وہ

اپنی قوتوں کو بڑھاتے چلے جائیں

اور ممکن ہے انہی اپنی ... میں (آگے جا کر مختلف شقیں ہو جاتی ہیں) اپنی اپنی شق میں وہ سب سے اچھے اور چوٹی کے ڈاکٹر بن جائیں۔ ایک بت پرست کا بیٹا ہوگا ایک خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کرنے والے کا بیٹا اور خود بھی توحید باری پر قائم ہوگا۔ لیکن جہاں تک اقتصادی تعلقات کا سوال ہے اسلام یہ کہتا ہے کہ

ان تعلقات کو رب العٰلمین کی بنیاد پر

قائم کیا جائے۔ بعض مذاہب یا بعض فرقے دینے کی بجائے حقوق غصب کرنے کی طرف بھی مائل ہو جاتے ہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ جو نظام صفت ربوبیت کے جلوے دکھلانے کے لئے قائم کیا گیا ہے اس میں یہ بات برداشت نہیں کی جا سکتی کہ چونکہ عقیدہ ہم سے مختلف ہے اس لئے ان کو اوٹ دو۔ غرض دنیا کے خواہ کسی ملک کا رہنے والا ہو کسی بھی مذہب سے اس کا تعلق ہو۔ اللہ تعالیٰ کو مانتا ہو یا نہ مانتا ہو اسلام کا اقتصادی نظام جہاں جاری ہوگا

وہاں کوئی تفریق نہ ہوگی

ایک ہی معیار Criteron ہوگا اور وہ یہ کہ جتنی طاقت رب العٰلمین نے اس کو دی ہے جتنی استعداد اس کو عطا کی گئی ہے اس قوت اور استعداد کی صحیح اور پوری نشوونما کا سامان ہم نے مہیا کرنا ہے

غرض اسلام کا اقتصادی نظام ان چار بنیادی صفات باری پر قائم ہے رب رحمٰن۔ رحیم اور مالک یوم الدین لیکن نمایاں ربوبیت عالمین ہے۔ ربوبیت عالمین کے لئے یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ جس کے پاس زائد چلا گیا وہ آگے دوسروں کو کیوں دے۔؟ وہ دوسرے کا حق کیوں تسلیم کرے۔ اس لئے فرمایا وہ مالک ہے

حقیقی ملکیت اللہ تعالیٰ کی ہے

بغیر اللہ کسی چیز کا مالک نہیں ہے۔ پس چونکہ وہ مالک ہے اس واسطے مالک جو رب ہے اپنی مرضی اور علم کامل سے حکم دیتا ہے کہ کسی کو دو یا نہ دو۔ اور اگر دو تو کتنا دو۔ یا رکھو تو کتنا رکھو۔ ایک کروڑ پتی خدا رسیدہ مسلمان صبح و شام استغفار کرتا ہے دعائیں کرتا ہے اور وہ سوچتا ہے کہ قرآن کریم نے اس کے مال کے تقسیم کرنے کے کونسے راستے بیان کئے ہیں۔ تا کہ میں اس کے مطابق تقسیم کروں۔ جتنا حق مجھے دیا ہے وہ حق میں لے لوں اور جو دوسروں کا حق ہے اسے میں غصب کرنے والا نہ ہوں۔ پس

مالک جو ہے وہی حق قائم کر سکتا ہے

یعنی رب نے پیدا کیا۔ پھر وہ مالک ہے قوتیں اور استعدادیں بھی اسی کی ملکیت ہیں اور اس نے بتایا ہے کہ کتنا کسی کو دینا ہے اور ربوبیت عالمین کی وجہ سے یہ اعلان کیا کہ ہر شخص کی ضرورت اس حد تک پوری کرو کہ اس کی نشوونما میں کوئی نقص نہ پیدا ہو اور اس کی یہ نشوونما اپنے کمال کو پہنچ جائے

پس سوال پیدا ہوتا تھا کہ زیادہ سے لے کر کم کو دینے کا کیا حق ہے اور کیوں ایسا کیا جائے۔؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک صفت یہ بتائی کہ میں مالک ہوں تمہاری ملکیت ہی نہیں۔ جب ہر چیز میری ہے تو جس طرح میں کہوں اس طرح تمہیں خرچ کرنی چاہیئے اور جو حقوق میں قائم کروں وہی حقوق قائم ہوں گے۔ کسی اور کا حق ہی نہیں کہ وہ حق کو قائم کرے۔ کیونکہ وہ مالک ہی نہیں ہے۔ اسے اختیار ہی نہیں ہے۔ اس کی ملکیت کا دعویٰ ہی غلط ہے۔

حقوق کے قیام میں پھر آگے دو چیزیں ہمیں نظر آتی ہیں۔ دراصل

یہ امہات الصفات ہیں

جن کے گرد سارا اقتصادی نظام چکر لگا رہا ہے۔ ربوبیت اور رحمانیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک تو قوتوں اور استعدادوں کی صحیح نشوونما کے سامان پیدا کئے اور کسی حق یا محنت کے بغیر اپنی طرف سے دے دیا۔ ابھی انسان پیدا ہی نہیں ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے یہ سامان پیدا کر دیئے اور پیداوار یعنی اللہ تعالیٰ نے جو خلق کیا ہے اس کو آگے دو حصوں میں تقسیم کر دیا پہلا حصہ رحیمیت کے نتیجہ میں کہ جتنی مزدوریاں اور اجرتیں ہیں اور اس کے نتیجہ میں جو حقوق پیدا ہوتے ہیں وہ رحیمیت کے نتیجہ میں ہوتے ہیں۔ یعنی کوئی جو بھی کام کرتا ہے اسے اس کام کا بدلہ ملنا چاہیئے اللہ تعالیٰ نے اقتصادی نظام میں بھی کہا ہے کہ جتنا جتنا کسی نے کام کیا اتنا اتنا اسے ملنا چاہیئے۔ اور وقت پر ملنا چاہیئے اور ایسے رنگ میں ملنا چاہیئے کہ دینے والے کو یہ خیال نہ ہو کہ گویا میں احسان کر کے دے رہا ہوں۔ اور اس کو ستانے اور تنگ کرنے لگ جائے۔ اس کا حق ہے جس طرح اگر یہ کسی کو قرض دے اور واپس لینے لگے تو اگلا کہے کہ وہ دو پیسے کر کے لے لیا کرو۔ کچھ لوگ قرض سے کر اپ کرتے ہیں کہ احسان جتاتے ہیں کہ میں نے تم سے پانچ ہزار روپیہ لیا تھا۔ دیکھو میں کتنا اچھا اور با اخلاق آدمی ہوں۔ میں نے تیرے پیسے مارے نہیں بلکہ اور وہ واپس کر دیئے ہیں۔ بس بعض لوگ اس طرح بھی کرتے ہیں۔

غرض

رحیمیت کے جلوے

بھی ہمیں اسلام کے اقتصادی نظام میں نظر آرہے ہیں اور آگے اسلام نے ... بڑھا

تفصیل بتائی ہے کہ مزدور کی مزدوری پوری اور وقت پر دو۔ اور ان دونوں باتوں کو بنیادی طور پر لازمی قرار دیا ہے لیکن چونکہ ربوبیت عالمین کے نتیجہ میں انسانی معاشرہ میں بعض نے امیر بن جانا تھا اور بعض نے غریب۔ اس لئے خالی رحیمیت کے اوپر پیداوار کی تقسیم کو نہیں چھوڑا کہ جتنا کوئی کما لیتا ہے کما لے بلکہ ساتھ مالکیت کو بھی لگایا ہے کہ جتنا وہ نہیں کما سکتا۔ یعنی اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اس کے بچوں وغیرہ یا

خاندان کی ضرورتوں کو پورا کرنے

کے لئے سو اکائیاں (یونٹ) درکار ہوں وہ بڑی محنت کرتا ہے اس کے بچے بھی اپنا وقت ضائع نہیں کرتے اور ان کا خرچ بھی صحیح ہے۔ لیکن ان کو ساٹھ اکائیاں ملتی ہیں۔ یعنی اس کی ضرورت میں سے ۴۰ فیصد کم رہ جاتا ہے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ مسلمان کو کہتا ہے کہ میں مالک ہونے کی حیثیت سے تمہیں کہتا ہوں کہ جو اس کے لئے میں نے چیز پیدا کی تھی اس میں سے اسے صرف ۶۰ فیصد ملا ہے۔ اسے ۴۰ فیصد ابھی نہیں ملا۔ یہ ۴۰ فیصد اسے مہیا کرو جو تمہیں امانتاً مل چکا ہے

پس اسلام کا اقتصادی نظام سرمایہ دارانہ اور

اشتراکی نظام سے بالکل مختلف

ہو گیا۔ ایک تو مثلاً یہی کہ جو نظام رب العالمین کی صفت کے جلوے سمیٹے ہوئے ہے سرمایہ داری کا نظام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ سرمایہ داری کی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ جن اقوام کو موقع ملا انہوں نے دوسری اقوام کو لوٹا۔ خود امیر بنے اور دوسروں کے حقوق غصب کئے اور جو اپنے حقوق نہیں تھے وہ سمجھے کہ یہ ہمارے حقوق ہیں اور وہ پورے ہونے چاہئیں۔ افراد کو غریب نہیں کیا قوموں کو غریب کر دیا۔ دوسری طرف اشتراکی نظام ہے۔ اس میں بھی (سرمایہ داری میں بھی بعض خوبیاں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بنیادی حکم دیا ہے کہ جس کی برائیاں زیادہ ہوں وہ ترک کر دینے کے قابل ہے) بھی کچھ خوبیاں ہیں لیکن اسلام کے اقتصادی نظام سے یہ اشتراکی نظام بھی مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ

اسلام تو سب ہی خوبی ہی خوبی

ہے۔ خیر اور حسن ہی حسن۔ اسلام کے اقتصادی نظام پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا کیونکہ یہ ہر انسان کے حقوق (بشمول اقتصادی حقوق)

کی حفاظت کرنے والا ہے۔ لیکن جب روس میں اشتراکی نظام قائم ہوا تو بڑے بڑے سرمایہ داروں کے حقوق نظر انداز کر دیئے گئے۔ بجائے اس کے کہ اس ملک کے دوسرے شہری افراد جن کے پچاس فیصد حقوق پورے ہو رہے تھے اور پچاس فیصد حقوق تلف ہو رہے تھے اور یہ بڑے سرمایہ دار جن کے پاس ان کے

اصل حقوق سے زیادہ مال

موجود تھا ان سے کہا جاتا کہ یہ زائد مال تمہارا نہیں ہے یہ لاؤ اور غریبوں کے حقوق کو پورا کرو ان سے اموال ہی نہیں چھینے بلکہ زندگیاں بھی چھین لیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو قوت اور استعداد ان کو دی تھی وہ بھی ہلاک کر دی گئی۔ خدا کی تقدیر ہی چلتی ہے لیکن یہ کبھی کسی شکل میں سامنے آتی ہے اور کبھی کسی شکل میں۔ کبھی اللہ تعالیٰ اپنی قدرتوں کے حسن کے اظہار کے لئے اپنی تقدیر کو دنیا میں ظاہر کرتا ہے کبھی اپنے بندوں کی بدصورتی کے اظہار کے لئے اپنی تقدیر کو ظاہر کرتا ہے۔ پس ان بندوں کی بدصورتی کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ کی تقدیر اس صورت میں ظاہر ہوئی کہ انہوں نے امیروں کو قتل ہی کر دیا اور ایک بڑا ظالمانہ رویہ اختیار کیا۔

اسلام اس ظلم کو برداشت نہیں کر سکتا

اسی طرح اس چیز کو برداشت نہیں کر سکتا کہ غریب پر ظلم ہو۔ کیونکہ اسلام کی نگاہ میں جیسے ایک امیر خدا کی مخلوق ہے ویسے ہی ایک غریب بھی خدا کی مخلوق ہے اور جیسا کہ ایک غریب اس کی مخلوق ہے ویسے ہی ایک امیر بھی خدا کی مخلوق ہے ہر دو کے حقوق کی حفاظت اسلام اور اسلام کا اقتصادی نظام کرتا ہے لیکن نہ سرمایہ داری کا عمل اور نہ

اشتراکیت کا طریق

یہ دعوے کرتا ہے کہ ہر انسان کے حق کو اس نے قائم کیا اور ادا کرتا ہے اور نہ اس پر پورا اترتا ہے۔ اس کے مقابلے میں خدا تعالیٰ کی عبودیت کے پہلے تقاضے کا جلوہ ہمارے سامنے اسلام کا اقتصادی نظام یہ پیش کرتا ہے کہ تمام انسان برابر ہیں۔ ہر انسان میں جو قوت اور استعداد پائی جاتی ہے رب العالمین نے اس کی صحیح اور کامل نشوونما کی ذمہ داری لی ہے۔ کوئی دوسرا نظام اس قسم کی ذمہ داری نہیں لیتا۔

پس

اسلام کا اقتصادی نظام

مستقل حیثیت میں ارفع اور اعلیٰ شکل میں دنیا میں قائم ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے جتنے تقاضے ہیں انہیں پورا کرنے والا ہے۔ پہلا تقاضا یہ تھا کہ صفات باری تعالیٰ کے جلوے نظر آئیں۔ کیونکہ اسلام جو توحید کو قائم کرنے والا ہے اس کے تمام احکام خدا تعالیٰ کی صفات کے جلوے ظاہر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے سامان پیدا کرنے والے ہیں۔ اس کی کوئی تعلیم ایسی نہیں جو توحید سے دور لے جانے والی ہو۔ اس کی ہر تعلیم توحید کے قریب لے جانے والی ہے

غرض

یہ اپنی نوعیت کا اکیلا ہی نظام ہے

کوئی دوسرا نظام اس کے مقابلہ پر نہیں آ سکتا۔ اور بعض لوگ جو اسلام کی خوبیوں سے واقف نہیں وہ بعض دوسرے نظاموں کی خوبیوں سے مرعوب ہو جاتے ہیں وہ اسلام پر کسی دوسری چیز کا پیوند لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر سونے پر پیتل کا پیوند لگایا جائے تو وہ سونے کی قدر و منزلت کو دوبالا نہیں کر سکتا۔ اسلام کا نظام تو ایک سونا ہے دوسرا ہر نظام کوئی تانبا ہے کوئی پیتل ہے۔ کوئی لوہا ہے کوئی کچھ ہے اور کوئی کچھ۔ اسلام کے اقتصادی نظام کے ساتھ اس کا مقابلہ ہی نہیں۔ پس خالص اقتصادی نظام قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اب جیسا کہ میں نے بتایا ہے گیارہ تقاضوں میں سے

عبادت کا پہلا تقاضا

یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ اسلام کا اقتصادی نظام ہی ایک ایسا خالص نظام ہے جس کے نتیجہ میں توحید خالص قائم ہوتی ہے۔ اسلام کا اقتصادی نظام اللہ تعالیٰ کی صفات میں غیر اللہ کی شرکت کے تصور سے منزہ ہے اور خدا تعالیٰ کی صفات کے جو تقاضے انسان پر عاید ہوتے ہیں۔ مثلاً کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھاؤ۔ اسلام کا اقتصادی نظام ان تقاضوں کو پورا کرنے والا ہے۔ اور

صفاتِ باری تعالیٰ کی بنیادوں پر

جو اقتصادی نظام قائم کیا جائے اس کا مقابلہ وہ نظام نہیں کر سکتے جن کے قائم کرنے میں معرفتِ الٰہی اور عرفانِ باری تعالیٰ کا کوئی تعلق نہ ہو۔ اور انسان کی اپنی عقل اور اپنی سمجھ بوجھ پر جن کا انحصار ہو*

وقف جدید کے تحت

تبلیغ اسلام کیلئے مزید واقفین کی ضرورت

تبلیغ اسلام کے کام کو تیز سے تیز کرنے اور جملہ مسلمانوں میں تعلیم و تربیت کے کام کو وسیع کرنے کے لئے وقف جدید کے ذریعہ جو کام ہو رہا ہے اس میں مزید توسیع کے لئے ایسے چند نوجوان یا ادھیڑ عمر کے واقفین کی ضرورت ہے جن میں خدمت دین کا شوق ہو اور اسلامی تعلیم سے واقفیت رکھتے ہوں اور مرکز کے حکم پر ہندوستان کے کسی بھی علاقہ میں کام کرنے کو تیار ہوں

منظور کردہ معیار کے مطابق ایسے احباب کم از کم میٹرک یا مڈل پاس ہوں۔ اردو لکھنا پڑھنا جانتے ہوں۔ وقف منظور ہونے پر کچھ عرصہ مرکز میں یا کسی مبلغ کے ساتھ ٹریننگ میں کامیاب ہونے پر ۹۰-۴-۱۳۰ کے گریڈ میں ماہوار گزارہ دیا جائے گا۔

جو احباب خدمتِ دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنا چاہیں وہ اپنی درخواستیں مع کوائف تعلیمی اور خدمتِ سلسلہ کے سابقہ تجربہ کے صدر جماعت یا امیر جماعت کی تصدیق کے ساتھ بھجوا دیں۔

مہربانی کر کے امراء، صدر صاحبان۔ مبلغین اور معلمین کرام بھی اپنی جماعتوں میں وقف کے لئے دوستوں کو تحریک کریں۔ اور تبلیغ اسلام کے کام کی اہمیت بتا کر خاص طور پر پڑھے لکھے نوجوانوں کو اس خدمت کے لئے آمادہ کریں

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

آخری قسط

جماعت احمدیہ کی طرف سے

مغربی ممالک میں اشاعت و تبلیغ اسلام کی کامیاب مساعی

از مکرم و محترم حافظ قدرت اللہ صاحب سابق مبلغ ہالینڈ

عیسائی تعصب میں کمی کے آثار

ہالینڈ کے کٹر مذہبی حلقوں میں احمدیہ مشن کی مساعی سے اضطراب کی لہر کا دوڑنا ایک طبعی امر تھا۔ مگر اس کے باوجود وہاں کے سنجیدہ طبقہ میں تعصب کی کمی کے آثار بھی ضرور نظر آتے ہیں۔ چنانچہ رومن کیتھولک اخبار De Lini اپنی ۱۰ر فروری ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ

”۱۹۴۷ء میں جب ہالینڈ کی سرزمین پر احمدیہ مشن کا قیام عمل میں آیا تو پرانی وضع کے عیسائیوں میں کچھ اضطراب کے آثار تھے اور وہ نہیں پسند کرتے تھے کہ یہ مشن یہاں قائم ہو“

اس کے بعد مضمون نگار لکھتا ہے کہ:-

”ناپسندیدگی کا یہ اظہار دراصل اس امر کا آئینہ دار ہے کہ نفرت کے یہ جذبات اسلام کے بارہ میں ان غلط فہمیوں کے نتیجہ میں ہیں جو ان کے دلوں میں گھر کئے ہوئے ہیں“

اور پھر بڑی جرأت کے ساتھ مضمون نگار نے لکھا کہ:-

”ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے اسلامی مشن کی ضرورت ایک طبعی تقاضا ہے“

اسی طرح ایک اور ڈچ روزنامہ Leeuwaarder Courant اپنی ۲۱ر جولائی ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

”احمدیہ تحریک کو ہم اس دقیانوسی تحریک پر قیاس نہ کریں جس کا تصور عام طور پر عربی ممالک کے متعلق ہمارے ذہنوں میں ہے بلکہ یہ تحریک ایک ایسی جماعت ہے جس کا اصل اسلام ہے۔ تمام دنیا میں یہی ایک تنظیم ہے جو جوشِ عمل کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کا کام کر رہی ہے“

مزید اسی ضمن میں لائیڈن کے ایک اخبار Fourum Academiale کا اظہار خاص طور پر قابل ذکر ہے وہ اپنی ۲۹ر جون ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:-

”ایک عام یورپین کے ذہن میں مسلمان کا جو تصور ہے اور بدنام کرنے والا ہے وہ کچھ اس طرح کا ہے کہ وہ گویا ایک جنگجو انسان ہوتا ہے۔ سؤر کے گوشت سے اجتناب کرتا ہے۔ ریت سے ہاتھ صاف کرتا ہے۔ سر پر پگڑی سی ہوتی ہے (اور عورت) اور عیش و مسرت کا بہت دلدادہ ہوتا ہے۔ مگر یہ تصور بالکل بدل جاتا ہے جب ایک شخص ہالینڈ میں کام کرنے والے احمدیہ مشن سے تعلق قائم کرے۔ یہ مشن تلوار سے اسلام پھیلانے کا قائل نہیں ہے“

لائیڈن یونیورسٹی طلبہ کا ایک اخبار Het Ulieje اپنی فروری ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں امام مسجد ہالینڈ کے ایک لیکچر پر ریویو کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:-

”اس لیکچر سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کوئی ایسا گیا گزرا مذہب نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے بلکہ اس کے برعکس یہاں احمدیہ جماعت کا ایک نہایت فعال مشن اسلام کی تبلیغ میں سرگرم عمل ہے۔“

ایک اور مذہبی مجلہ Neuwe Weesper Courant جو ڈچ ریفارمڈ چرچ کا اخبار ہے اپنے ۹ر فروری ۱۹۶۲ء کے پرچہ میں لکھتا ہے:-

”اسلام کوئی ایسا پسماندہ اور پرانی وضع کا مذہب نہیں ہے جو وقت کی ضرورتوں کو پورا نہ کر سکے بلکہ کروڑہا انسانوں کے لئے ایک زندہ مذہب کا درجہ رکھتا ہے اور یہ بالکل ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں ہمارے پڑوسیوں کا مذہب اسلام ہو۔“

پھر یہی اخبار لکھتا ہے کہ

”مغرب میں ہمارے خیالات اسلام کے متعلق بہت ہی غلط فہمیوں پر مبنی ہیں“

پھر لکھتا ہے:-

”ہمیں بتایا جاتا تھا کہ اسلام تو چند روز کی بات ہے اس کا نام ولشان ہی مٹ جائے گا۔ مگر اب معاملہ ہی بالکل اس کے برعکس ہے۔ اسلام آج دنیا میں سب سے زیادہ سرعت کے ساتھ پھیلنے والا مذہب ہے خود ہالینڈ میں اس کے لئے سرگرمی سے کوششیں جاری ہیں۔ ہیگ میں ایک مسجد بھی بن چکی ہے اور ڈچ زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ دراصل اسلام کا اثر اس سے بہت زیادہ وسیع اور گہرا ہے جو بظاہر یہاں نظر آتا ہے یا خیال کیا جاتا ہے“

اعلیٰ سطح پر چرچ کی طرف سے تعلق قائم کرنے کی کوشش

تبلیغی لحاظ سے یہ امر خوشکن ہے کہ کچھ عرصہ قبل ہالینڈ کے جس سب سے بڑے مذہبی گروہ نے اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ احمدیہ مشن کے نفوذ اور اثر کو کم سے کم تر کرنے کے لئے متحدہ کوشش کی جائے اور اس کے خلاف ایک محاذ قائم کیا جائے آج وہی مذہبی گروپ ہمارے ساتھ تعلقات پیدا کرنے کا خواہاں ہے۔ چنانچہ ان کے ایک معزز رکن اور مشہور پادری ڈاکٹر Van Leeuwen نے ریفارمڈ چرچ کے سالانہ اجلاس میں اس حقیقت اور ضرورت کا اظہار کیا کہ

”احمدیہ مشن جو اسلام کی تبلیغ کے لئے ہمارے ملک میں کوشاں ہے اور جن کی ہیگ میں مسجد بھی ہے چاہیئے کہ اس سے ریفارمڈ چرچ تعلق قائم کرے اور بات کر کے کسی نتیجہ پر پہنچے۔“

(Trouw 27 April 1960)

یہ اعلان اپنے پس منظر کے لحاظ سے ایک اہم اعلان تھا جو ریفارمڈ چرچ کی سٹیج سے کیا گیا۔ ڈاکٹر فان لیوؤن کے اس اعلان کے ضمن میں ”اوترخت“ کے ایک اخبار نے اس امید کا اظہار کیا کہ:-

”احمدیہ مشن سے چرچ کا یہ تعلق ضرور مفید اور بار ور ثابت ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ اس میٹنگ کے لئے پوری پوری تیاری پہلے سے کی جائے۔ ایسی تیاری جو ایک پروفیسر اپنی کلاس کے لئے کرتا ہے“

(Nieuwe Utrechtse Dagblad 26 April 1960)

احرار یورپ کے مزاج میں ایک تبدیلی

اللہ تعالیٰ کی تائید اور غیبی ہاتھ کے بھی مختلف رنگ ہوتے ہیں ۱۹۶۶ء کی بات ہے کہ ہالینڈ کے ایک متعصب مستشرق پروفیسر ڈاکٹر ہوبن (Houben) نے اسلام کے خلاف ایک سخت قسم کا مضمون لکھا جس میں اس نے اسلام اور جماعت احمدیہ کے خلاف کچھ نکتہ چینی کی اور کہا کہ جماعت احمدیہ اور مسجد ہیگ کو ہالینڈ میں اسلام کا نمائندہ تصور کرنا غلط ہے۔ دوسرا اعتراض اس نے یہ کیا کہ اسلام کا خدا ایک جابر اور قاہر خدا ہے ... وغیرہ وغیرہ۔ لطف کی بات ہے کہ ان اعتراضات کا ایک مفصل اور مدلل جواب ہماری طرف سے نہیں بلکہ ایمسٹرڈم کے ایک کیتھولک ماہنامہ بنام M - 66 کے مارچ نمبر میں عیسائی ایڈیٹر کی طرف سے دیا گیا جس میں پروفیسر ہوبن کے جملہ اعتراضات کو ایک ایک کر کے رد کیا گیا تھا۔ کیتھولک ایڈیٹر نے دلائل کے ساتھ اپنے مضمون میں اس حقیقت کو پوری طرح واشگاف کیا کہ احمدیت اسلام کی ایسی شکل ہے جو من کل الوجوہ اسلام کی نمائندگی کا پورا حق رکھتی ہے۔ مضمون نگار صاحب نے دوسرے تمام اعتراضات کا جواب بھی ایک ایک کر کے دیا جو ڈاکٹر ہوبن نے کئے تھے۔ ہماری تائید میں کیتھولک اخبار کا یہ مفصل اور مدلل جوابی پرچہ جب بذریعہ ڈاک جب گھر پر موصول ہوا تو ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ جوابات کے تعلق میں یہ ایک تفصیلی مضمون تھا جس کے وسط میں نمایاں طور پر مسجد احمدیہ ہیگ کے خوبصورت محراب کا فوٹو تھا جس میں امام مسجد ہالینڈ کو کھڑے دکھایا گیا تھا۔ اور اس جوابی مضمون کا عنوان جلی حروف میں یہ دیا گیا تھا ”جماعت احمدیہ عیسائی علماء کے لئے خوف و ہراس کا باعث ہے“

اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی ہے جس کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا

ہالینڈ مشن نے ایک دفعہ ایک کتابچہ شائع کیا جو مسیحؑ کے صلیب سے زندہ بچ نکلنے کے بارہ میں تھا۔ یہ کتابچہ لوگوں کے گھروں پر ان کے لیٹر بکسوں میں ڈالا گیا۔

اتفاق سے یہ کتابچہ ایک کیتھولک ایڈیٹر صاحب کے گھر بھی پہنچا۔ انہوں نے جب اسے دیکھا تو ان کی طبیعت کو یہ امر کچھ ناگوار سا گزرا چنانچہ انہوں نے اپنے اخبار میں اس پر ایک مضمون لکھ مارا جس میں انہوں نے احمدیت کو جی بھر کر گالیاں دیں اور برا بھلا کہا۔ مگر ہر ملک میں سلجھے ہوئے اور انصاف پسند لوگ بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایڈیٹر صاحب مذکور کے اس مضمون پر وہاں کے ایک مشہور پادری اور مستشرق ڈاکٹر فان لیبوتن نے (جن کا ذکر پہلے بھی گزر چکا ہے) ایک اخبار III Orientalie Reek میں ایک جوابی مضمون لکھا اور از خود ہی شائع کیا اور غصہ میں آنے والے ایڈیٹر صاحب کو سمجھایا کہ اس میں غیظ و غضب کی انہیں کوئی ضرورت نہیں۔ ایڈیٹر صاحب شاید ابھی پرانی دنیا کے خواب دیکھ رہے ہیں مگر اب زمانہ بدل چکا ہے اور یہ کہ

"اسلام اب یورپ میں بھی اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز کر چکا ہے بلکہ ان کے گھر تک آن پہنچا ہے"

اسی طرح ایک جرمن رائٹر ہربرٹ گوٹس شالک Herbert Gotts Chalk نے اپنی کتاب Welt Begende Macht Islam میں لکھا ہے

"امن پسند جماعت احمدیہ کرہ ارض کے تقریباً تمام ممالک میں تبلیغی مہمات میں مصروف ہے"

امریکن پادری زویمر عرصہ گزرا جب قادیان آئے اور انہوں نے عیسائیت کے مقابل پر جماعت احمدیہ کی تیاریوں کو دیکھا تو انگشت بدندان رہ گئے۔ اور بے ساختہ پکار اٹھے:۔

"یہ ایک اسلحہ خانہ ہے جو ناممکن کو ممکن بنا دینے کے لئے تیار کیا گیا ہے اور زبردست عقیدہ ہے جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے"
(تاثرات قادیان)

ڈاکٹر زویمر کا یہ خیال اور اسی طرح ایسے ہی متعدد دیگر تاثرات جو پہلے بیان ہوئے ان لوگوں کی زبان سے ہیں جو اسلام کے مخالف ہیں۔ مرعوبیت کے یہ احساسات ان کے اندر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہیں ورنہ ظاہری لحاظ سے عیسائی دنیا کے مقابل پر ہم کیا اور ہماری بساط کیا! اور پھر جن حالات میں اس عظیم کام کو شروع کر کے جاری کیا گیا بظاہر کس قدر مایوس کن اور حوصلہ شکن تھے۔ امید کی کرن اگر کوئی تھی تو وہ یہی تھی جو گزشتہ صدی کے آخر پر قادیان ایسی گمنام بستی میں ظاہر ہوئی جس نے آہستہ آہستہ اپنے گرد و پیش کو روشن کیا اور پھر اس ملک کی حدود کو عبور کر کے انتہائے عالم میں نمودار ہونے لگی اور بالآخر روشنی کی یہ شعاع سمندروں کو چیرتی اور پہاڑوں کو پھاندتی ہوئی زمین کے کناروں تک جا پہنچی اور خدا کا وعدہ بڑی شان سے پورا ہوا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

آج اس جماعت کے نام لیوا اور اسلام کے علمبردار مشرق میں جزائر فیجی، انڈونیشیا اور جاپان تک، مغرب میں سپین اور امریکہ تک، شمال میں سکنڈے نیویا اور انگلستان تک اور جنوب میں افریقہ کے دور دراز وسیع علاقوں تک اور جنوبی امریکہ تک تبلیغ اسلام کے لئے برسرِ پیکار ہیں۔ متعدد غیر ملکی زبانوں میں اسلامی لٹریچر اور قرآن کریم کے تراجم شائع ہو کر لاکھوں لاکھ تشنہ کام روحوں کی پیاس بجھانے کا موجب ہو چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ نے قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع کر کے قرآن کریم کی جو خدمت کی ہے وہ ہمارے تبلیغی میدان میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلام کی اس خدمت کے باعث عیسائیت، لامذہبیت اور دہریت کے وہ گڑھ جہاں توحید کی صدا ایک بے موسم کی چیز نظر آتی تھی آج انہی سنگلاخ زمینوں اور چٹیل میدانوں میں روئیدگی نظر آنے لگی ہے ــــ روحانی زندگی کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ جابجا چہل پہل سی ہے ــــ یہ انقلاب اور یہ کیفیت یقیناً اس خدائے ذوالجلال کی جلوہ نمائی اور کرشمہ سازی کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔ آج عیسائیت جس تکلیف کے ساتھ دم توڑ رہی ہے اور جو حشر اس کا ہو رہا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں ــــ اس انقلاب میں یقیناً جماعت احمدیہ کو دخل ہے ــــ ہیگ کا ایک کثیر الاشاعت اخبار Nieuwe Haagsche Courant زیر عنوان "مغربی یورپ میں اسلامی مہم کا آغاز" اپنی ۲۰ ستمبر کی اشاعت میں لکھتا ہے :۔

"گزشتہ گیارہ بارہ سال کے عرصہ میں یورپ نے کسی بڑی تعداد میں اسلام کو عملاً قبول نہیں کیا۔ مگر یہ حقیقت نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ اس عرصہ میں جماعت احمدیہ کی کوششوں سے ایک بھاری تعداد اسلام سے ہمدردی رکھنے والوں کی ضرور پیدا ہو گئی ہے"

اسی طرح ہالینڈ کے مختلف علاقوں میں متعدد اخبارات نے زیر عنوان "اسلامی ہلال یورپ کے افق پر" یوں اظہار خیال کیا:۔

"یورپ کا نوجوان طبقہ عیسائیت سے کچھ بیزار ہو رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ کسی بھی دوسری چیز کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف اسلام یورپ میں اتحاد کا علم لئے ہوئے ہے اور یہ نوجوان طبقہ اس طرف مائل ہو رہا ہے۔ اس بہاؤ کو روکنے کے لئے اور اسلامی تبلیغ کے ان اثرات کو تھامنے کیلئے جس کا سب سے طاقتور انجن جماعت احمدیہ ہے ہمیں ان کی راہ میں ستون گاڑنا ہوگا۔"

ان اقتباسات سے ظاہر ہے اور حقیقت بھی کچھ یہی ہے کہ آج اسلام کا سورج آنحضرت صلعم کی پیشگوئیوں کے مطابق مغرب سے طلوع ہوا چاہتا ہے اور کوئی نہیں جو اس تقدیر کو بدل سکے۔

اس تعلق میں ایک واقعہ مجھے کبھی نہیں بھولتا۔ کچھ عرصہ ہوا ایک عید کے موقع پر سعودی عرب کے ایک دوست عید کی نماز کے لئے ہماری ہالینڈ کی مسجد میں تشریف لائے۔ انہوں نے جب وہاں یورپین لوگوں کو نمازیں پڑھتے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے دیکھا اور پھر ان کے خدمت اسلام کے جذبہ کو شدت سے محسوس کیا تو ایک خوشکن تعجب سے ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور وہ بے ساختہ بھری مجلس میں پکار اٹھے کہ

"آج یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اسلام کا سورج مغرب سے طلوع ہو رہا ہے"

اسی طرح ملیشیا کے وزیر اعظم تنکو عبدالرحمن اور سعودی عرب رائل فیملی کے چشم و چراغ پرنس نہد السعیہ مسل جو عرب کے دار الخلافہ ریاض کے لارڈ میئر ہیں مسجد تشریف لائے تو وہ بھی جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات سے بہت متاثر ہوئے۔ یہی کیفیت نائیجیریا کے وزیر اعظم جناب تفاوی بلیوا صاحب کی یا دنیا کی اور ممتاز شخصیتوں کی بھی تھی جو وقتاً فوقتاً احمدیہ مشن میں آئے۔ پرنس فیصل تو اس حد تک ان خدمات اسلامی سے متاثر تھے کہ انہوں نے واپس ریاض پہنچ کر معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلا کام یہی کیا کہ ہمارے مشن کی لائبریری کے لئے بیسیوں کتب بذریعہ ہوائی جہاز روانہ فرما دیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

ایک عظیم الشان پیشگوئی

میں اپنا یہ مضمون سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پر شوکت الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہوں جن میں نہایت عظیم خدائی وعدوں اور بشارتوں اور اسلام کے روشن مستقبل کے متعلق ایک پیشگوئی ہے۔ حضور فرماتے ہیں :۔

"اے تمام لوگو سن رکھو! کہ یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا کہ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب (اسلام) اور اس سلسلہ (احمدیہ) میں نہایت درجہ فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔"

پھر فرماتے ہیں :۔

"میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے"
(تذکرۃ الشہادتین)

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

بہت آسان طریق

یہ امر بہت خوشی کا موجب ہے کہ صیغہ ہٰذا کی تحریک پر بہت سے احباب و خواتین نے نہایت آسان قسطوں کے ساتھ اپنا حصہ جائداد پورے کا پورا ادا کر دیا ہے اور بہت سے موصیوں نے قسطیں مقرر کر کے ادائیگی شروع کر دی ہے۔ میں ایسے تمام احباب و خواتین کا شکریہ ادا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں جزائے خیر بخشے۔

اس کے ساتھ ہی جن موصیوں نے ابھی تک ادائیگی شروع نہیں کی ان سے درخواست ہے کہ وہ اس آسان طریق سے فائدہ اٹھائیں۔ آپ اگر دو دو روپیہ ماہوار قسط بھی ارسال فرمائیں گے تو شکریہ کے ساتھ قبول کی جائے گی۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

مستطیع احباب سے ایک درد مندانہ اپیل

درویش اور درویش فنڈ لازم و ملزوم ہیں

مالدار احباب کرام اپنے دلوں کو کشادہ کر کے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ کا مظاہرہ کریں

درویشی کا تاریخی دور اپنی تئیسویں منزل میں داخل ہو چکا ہے۔ یا یوں سمجھیئے کہ ہمارے درویش بھائیوں کو احمدیت کے اس دائمی مرکز قادیان میں ایک عظیم الشان قربانی اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہوئے اس مقدس بستی میں دھونی رما کر بیٹھے بائیس سال گزر چکے ہیں۔ یہ تو جماعت کا ہر شخص جانتا اور محسوس کرتا ہے کہ ان درویشوں نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے دنیوی رشتوں اور ضروریات کو ترک کر کے ساری جماعت کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے آقا سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز پر لبیک کہا تھا۔ اور حضور رضی اللہ عنہ نے ان درویشوں کے لئے خاص طور پر درویش فنڈ کی تحریک جاری فرمائی تھی اور یہ امر خوشی اور فخر کا موجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے افراد نے بھی اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور ابتدائی چند سالوں میں یہ تحریک نہایت کامیابی سے چلتی رہی۔ لیکن آہستہ آہستہ احباب کی توجہ اس طرف سے ہٹتی چلی گئی۔ چنانچہ اب چند سال سے یہ فنڈ محض برائے نام رہ گیا ہے

اس کے مقابل پر جیسا کہ احباب کو علم ہے ایک طرف تو درویشوں کی عیالداری اور ضروریات میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور دوسری طرف ضروریات زندگی کی قیمتوں میں اس قدر غیر معمولی اضافہ ہوا کہ موٹے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ روپے کی قیمت دو آنے بھی نہ رہ گئی اور درویشوں کی پریشانیاں روز بروز بڑھتی چلی گئیں۔

یہ تو سب احباب کو علم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان درویشوں کو جو گزارے دے رہی ہے وہ نہایت قلیل ہیں۔ اور حقیقی ضروریات کے مقابل پر بہت ہی کم۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ صدر انجمن احمدیہ اپنے مالی وسائل کے پیش نظر اس سے زیادہ گزارے دے بھی نہیں سکتی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اسلام کے اقتصادی نظام کے موضوع پر ان دنوں جو خطبات ارشاد فرما رہے ہیں ان کا لب لباب یہی ہے کہ امراء اپنی دولت کو اپنی ذاتی ملکیت نہ سمجھیں بلکہ یہ مال خدا تعالیٰ کا ہے اور اس میں وہ لوگ بھی حقدار ہیں جن کے پاس وسائل کم ہیں۔ پس میں جماعت کے مالدار احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ درویش فنڈ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ کیونکہ درویش۔ درویشی اور درویش فنڈ لازم و ملزوم ہیں

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

وقفِ عارضی

وقف عارضی کی تحریک کے ماتحت مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر اور مکرم لطیف احمد صاحب قادیان سے دو ہفتہ کے لئے تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ مکرم لطیف احمد صاحب جماعت چارکوٹ میں اور مکرم سلطان احمد صاحب بڈھانوں (جموں کشمیر) میں قیام پذیر ہیں۔ اور جماعت کے دوستوں۔ بچوں۔ بچیوں کو دینیات اور مسائل ضروری سے واقفیت پیدا کرانے۔ قرآن مجید ناظرہ و باترجمہ پڑھانے کی طرف خاص توجہ دیتے ہیں۔ اور نمازوں کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے واقفین عارضی کے ذریعہ جماعتوں میں تربیت کا کام اچھا ہو رہا ہے۔ صوبہ میسور میں بھی بہت سے دوست وقف عارضی کے تحت جماعتوں میں تربیت کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔

احباب جماعت کو اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔ اور اپنے آپ کو وقف عارضی کے تحت جماعتوں میں تربیت کا کام کرنے کے لئے پیش کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس بابرکت تحریک میں حصہ لینے کی توفیق دے۔ آمین ؛

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جماعت احمدیہ کلکتہ کا ماہانہ تربیتی اجلاس

حسب پروگرام مورخہ ۲۷ جولائی کو جماعت احمدیہ کلکتہ کا ماہانہ تربیتی اجلاس مسجد احمدیہ کلکتہ میں بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد "جماعت احمدیہ کا عہد" رقم فرمودہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ احباب جماعت نے کھڑے ہو کر دوہرایا

اس اجلاس میں مکرم حافظ بلال محمد صاحب۔ مکرم سید مسعود احمد صاحب کٹکی۔ مکرم ظہیر عالم صاحب اور مکرم سید محمد نور عالم صاحب ایم اے نے تقاریر کیں۔ مکرم سید محمد نور عالم صاحب کی تقریر کا موضوع "چاند پر انسان" تھا۔ آپ نے اپنی تقریر میں چاند کی ماہیئت اور اس تک پہنچنے کے لئے انسانی مساعی کا تذکرہ کرتے ہوئے اپالو ۱۱ کی اڑان اور پھر چاند پر دو امریکن خلابازوں کے اترنے کی تفصیل بیان کی۔ آپ کی تقریر کے بعد احباب کو سوالات و جواب کا موقع دیا گیا۔ آپ کی تقریر بہت ہی دلچسپ اور معلومات افزا تھی۔

خاکسار نے اپنی صدارتی تقریر میں چاند کے مسخر کرنے کے سلسلہ میں قرآن مجید اور احادیث کی پیشگوئیوں کو بیان کیا۔ اور بتایا کہ سائینس کی حیرت انگیز ترقی کے باوجود قرآن مجید کی پیش کردہ تعلیمات اور بیان کردہ اصولوں کو کوئی خدشہ نہیں۔ بلکہ نئے نئے انکشافات و اکتشافات قرآنی تعلیمات کے برحق ہونے کی تصدیق کر رہے ہیں۔ یاجوج و ماجوج اور دجال کا ظہور کائنات کو مسخر کرنے کے لئے ان کی مساعی کے بارہ میں اسلام میں پیشگوئیاں پہلے سے موجود ہیں۔ ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہے۔ یہ اجلاس قریباً دو گھنٹہ تک جاری رہا۔

خاکسار شریف احمد امینی مبلغ انچارج صوبہ بنگال و اڑیسہ

وصیّت

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی وصیت پر کسی شخص کو کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو وصیت کی تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اطلاع دے

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۷۴۰۔ منکہ محمد شمس الدین ولد غازی منڈل صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ کاشتکاری عمر ۵۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۶ء ساکن گانتلہ ڈاکخانہ کمارمنڈ ضلع مرشدآباد صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۸ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے:-

I زمین	موضع	کھتیان	پلاٹ نمبر	مقدار	قیمت
۱-	گانتلہ	۵۷۹	۱۱۵۸	۲۰ ڈیسمل	-/۲۰۰۰ روپیہ
"	"	"	۲۱۵۳	۲۱ "	
۲	"	۱۱۸	۲۹۴۴	۱۴ "	-/۷۰۰ روپیہ
۳	"	۲۹۷	۲۳۷۹	۳۳/۸۸	-/۱۹۰۰ روپیہ

کل قیمت جائداد -/۴۳۰۰ روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں

II مکان اور اسباب کی موجودہ قیمت اندازاً ۵۰۰ روپیہ کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں

III ماہوار آمد اور سالانہ آمد جب بھی جو بھی آمد ہو گی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور ہمیشہ حصہ آمد ادا کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ

العبد موصی خاکسار محمد شمس الدین Village Gantla P.O. Kumarmand

گواہ شد Jairuddin Ahmad Distt Murshidabad

Village Gantla P.O. Kumarmand Distt Murshidabad

گواہ شد محمد فیروز الدین Village Gantla P.O. Kumarmand Distt Murshidabad W. Bengal

---

درخواست دعا:- مکرم سید غلام احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ سونگڑہ اڑیسہ ایک عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ ضعیف العمری کے باعث کمزوری زیادہ ہے۔ دائیں ہاتھ کی کلائی میں شدید تکلیف ہے احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں

ایڈیٹر

منقولات

چاند پر انسان کے پہنچ جانے کے بعد

جدید سائنسی انکشافات سے سیاسی اور معاشرتی دنیا میں انقلاب تو آتا ہی تھا مگر حال ہی میں جب چاند پر انسان پہنچ گیا تو اس سے ایک دنیا کے مذہبی خیالات بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس کی کسی قدر تفصیل ذیل کے اخباری اقتباسات سے معلوم ہو سکتی ہے:-

ایڈیٹر

(۱)

اخبار پرتاپ دہلی میں زیر عنوان "امریکی خلا باز نقلی چاند پر اُترے — سنسکرت ودوان کا دعوےٰ" ایک خبر اس طرح شائع ہوئی:-

"وارانسی۔ ۲۷ جولائی۔ جس چاند پر تین امریکی خلا بازوں نے قدم رکھا اور وہاں سے چٹانوں کے ٹکڑے اٹھا کر لائے ہیں یہ وہ چاند نہیں جس کی پوجا بھارت کے کروڑوں نرناری کرتے ہیں" یہ اعلان یہاں کے ایک سرکردہ سنسکرت ودوان نے کیا ہے۔ آپ نے بتایا کہ ہمارا چاند سورج سے بہت زیادہ فاصلے پر واقع ہے اور وہاں تک پہنچنا انسان کے بس کا روگ نہیں۔ پنڈت رجیشور شاستری دراوڑ نے اپنے اس دعوےٰ کی حمایت میں کئی پرانے گرنتھوں کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ چاند جو ہمیں آسمان پر نہایت صاف و شفاف نظر آتا ہے وہ اس مہینہ چاند سے مختلف ہے جہاں اپالو اترا تھا اور جہاں امریکی اپنا دوسرا خلائی طیارہ اپالو ۱۲ اتارنے کا پروگرام تیزی سے مکمل کر رہے ہیں۔ پنڈت دراوڑ کا دعوےٰ ہے کہ انسان چاند پر قدم رکھ کر اس کی پاکیزگی ختم نہیں کر سکتا۔

دریں اثنا سرینگر سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے کہ ایک جیوتشی نے جب یہ سنا کہ حضرت انسان نے چاند پر قدم رنجہ فرمایا ہے تو پنڈت جی مہاراج نے نوگرہ پوجن سے چاند کو خارج کر دیا۔ اس سے مقامی پنڈتوں میں بھاری غصہ کی لہر دوڑ گئی"

(پرتاپ دہلی ۲۸ جولائی ۱۹۶۹ بحوالہ الجمعیۃ جمعہ ایڈیشن ۵/۸/۶۹ صفحہ ۱)

یہی خبر پرتاپ کے جالندھر ایڈیشن میں کچھ اس طرح خلاصۃً شائع ہوئی ہے:-

"ہمارا چاند سورج سے بھی پرے ہے" بنارس کے پنڈت رجیشور شاستری دراوڑ کا بیان

وارانسی ۲۷ جولائی۔ ایک مقامی سنسکرت سکالر پنڈت راجیشور پرشاد شاستری دراوڑ کا کہنا ہے کہ بھارت کے لوگ اس چاند کی پوجا نہیں کرتے جس پر انسان پھر کر آیا ہے ہمارا چاند تو سورج سے بھی پرے ہے۔ لیکن آپ نے کہا کہ آدمی کا پاؤں پڑنے سے کسی گرہ کی تقدیس ختم نہیں ہوتی

سرینگر کی ایک اطلاع ہے کہ وہاں ایک جیوتشی نے نوگرہ پوجا سے چاند کو نکال دیا ہے کیونکہ انسان اس پر اُتر چکا ہے" (پرتاپ جالندھر ۲۹/۷/۶۹)

(۲)

"چاند اور جیوتشی" کے عنوان سے شری للت موہن نے پرتاپ یکم اگست میں ایک ایڈیٹوریل نوٹ لکھا جس میں وہ لکھتے ہیں:-

"اپولو ۱۱ کی چاند پر وسیع بارے مختلف ردّعمل سننے میں آتے ہیں۔ لیکن سب سے مختلف ان جیوتشی مہودے کا ہے جنہوں نے پہلے پیشینگوئی کی تھی کہ یاترا سپھل نہ ہو سکے گی۔ اب وہ لکھتے ہیں کہ میں اپنی چندر پاروھیان شکتی کے ذریعہ اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ امریکہ کی طرف سے یہ سب کچھ سرد جنگ کے سوا کچھ نہیں۔ دراصل خلا باز پرتھوی کی چاروں پرکرماں کرنے کے بعد مغربی امریکہ کے ایک حصہ میں اُترے جہاں ٹیلیویژن ریڈیو فوٹو۔ ریڈیو فون وغیرہ کا انتظام تھا۔ وہ چاند کی مٹی دھول یا چٹانوں کے ٹکڑے نہ لاکر اپنے دیش [illegible] کوئلہ اور شیشے کی کانوں کے درمیانی حصہ کی مٹی لائے ہیں"

ہمیں معلوم نہیں کہ جیوتشی مہودے کی چندر پار شکتی کس بلا کا نام ہے نہ ہی اس رائے کو کوئی اہمیت دی جا سکتی ہے .... یقیناً بہت کم جیوتشی اس قسم کی بے بنیاد بات کہیں گے کہ چاند پر ابھی انسان پہنچا ہی نہیں لیکن آئندہ انہیں بھوشیہ بانی کرتے ہوئے کافی محتاط رہنا ہو گا۔ پہلے تو گرہوں کے بارے میں جو کچھ وہ کہتے تھے اسے غلط ثابت کرنا مشکل تھا مگر اب یہ کمبخت انسان گرہوں پر پہنچ کر خود ان کی جانچ پڑتال کرنے لگا ہے۔

ملک کے ویر پرتاپ میں شری چکرودھر شاستری کا ایک لیکھ چھپا تھا جس میں انہوں نے کہا کہ ہمارے پراچین گرنتھوں میں لکھا ہے — "راون کی فوج چندر لوک میں ٹھٹھر کر مر گئی تھی ...... چندر لوک میں درجہ حرارت درجہ انجماد سے بہت نیچے بتایا جاتا ہے ممکن ہو سکتا ہے کہ راون کی فوج یا کوئی اور شخص چاند پر گیا تھا تو اس کے پنجر ضرور وہاں ملیں گے۔ آرمسٹرانگ اور آلڈرون کے چاند کی مٹی پر جو پاؤں کے نشان پڑے تھے ان کے بارے میں سائنسدانوں نے کہا ہے کہ یہ نشان خود تو ایک لاکھ برس تک نہیں مٹ سکتے کیونکہ چاند پر نہ ہوا چلتی ہے اور نہ مٹی اڑتی ہے — اور نہ پانی برستا ہے۔ درجہ حرارت کے سوائے اس ذیلی سیارہ کی کسی بات میں کبھی تبدیلی نہیں آتی۔ اس کی سطح آج بھی ویسی ہے جیسی لاکھوں برس پہلے ہوگی۔ اس لئے اگر راون کی فوج وہاں ٹھٹھر کر مر گئی تھی تو ان کے پنجر چاند کی سطح پر ہی پڑے ہوں گے۔ اپولو پروگرام کے تحت اگلی تین چار اڑانوں میں ہی چاند کی دھرتی کا اچھا خاصہ معائنہ ہو جائے گا اور پتہ لگ جائے گا کہ راون والی کہانی کی شاید تصدیق نہ ہو سکے۔

ہمارے پرانے شاستروں اور شاعروں جو ساہتیہ کاروں نے کئی جگہ تشبیہات کا استعمال کیا ہے۔ چاند کے بارے بہت سے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جن کا ٹھنڈک سے تعلق ہے۔ ہو سکتا ہے کہ راون کی فوج کسی خوبصورت مگر ٹھنڈے پہاڑ میں ٹھٹھر گئی ہو — اور کوی نے اس جگہ کو چاند جیسی بتا دیا ہو۔ کویوں کی بھاشا کا ارتھ نکالتے وقت ذرا محتاط ہونا پڑتا ہے کہ کہاں کسی لفظ کا سیدھا ارتھ نکلتا ہے اور کہاں بھاؤ ارتھ۔ پہلے تو ہم کوئی بھی ارتھ نکال سکتے تھے۔ لیکن اب جانچ پڑتال ہو سکتی ہے اس لئے اب گرہوں کے بارے میں کچھ بھی کہنے سے پہلے ذرا سوچ وچار کرنا ضروری ہے غلط ثابت ہونے پر نہ ہمارے جوتشیوں کا وقار بڑھے گا اور نہ ہمارے شاستروں کا"

(پرتاپ جالندھر ۵/۸/۶۹ صفحہ ۳)

(۳)

مذہب نہیں توہم پرستی۔ امریکہ سے خبر آئی ہے کہ خلائی جہاز اپالو ۱۱ کی اڑان کے بعد غیر معروف مسیحی فرقہ کے فرد ۴۳ سالہ جیسٹر کالڈرن نے یہ کہہ کر خودکشی کر لی کہ یہ خدائی معاملات میں دخل اندازی ہو رہی ہے اور اس کی برداشت مجھ سے نہیں ہو سکتی انہوں نے احتجاجاً اپنے چھرا مار لیا اور اس سے ان کی موت واقع ہو گئی"

ان مسیحی صاحب کا مذہبی جوش اور غیرت بلاشبہ قابل رشک ہے لیکن ان کی عقل و فہم تک ہم کم عقلوں کی رسائی نہ ہو سکی۔ یہ چاند تک اڑان کی یا اس قبیل کی کوئی اور کوشش آخر خدائی معاملات میں مداخلت کس طرح ہوئی؟ ظاہر ہے کہ دنیا میں ہر بیماری، دریا کی ہر طغیانی، قحط، خشک سالی خدائی عمل ہی ہوتی ہے۔ پھر ان میں سے ہر ایک کے علاج و انسداد کی تدبیریں بھی اگر یہ منطق صحیح ہے تو خدائی معاملات میں مداخلت بلکہ ان کی مخالفت ہی ٹھہرتی ہے۔

(صدق جدید لکھنؤ ۸/۸/۶۹)

(۴)

ایک اور پہلو

خدا کی طرف بازگشت

امریکا سے خبر آئی ہے کہ چاند پر سب سے پہلے پہنچنے والے خلا باز آرمسٹرانگ کی ضعیفہ والدہ نے جب یہ خبر سنی تو کہا کہ ہر تعریف کے قابل وہ خدا ہے جو ہر برکت کا سرچشمہ ہے اور وہ اپنے بیٹے کے لئے اس کے خلائی سفر کے دوران ہر وقت مصروف دعا رہی تھیں — اور اس سے پہلے صدر امریکا کا ٹیلیفونی پیغام خلا بازوں کے نام شائع ہو چکا تھا "ساری دنیا ہماری اس دعا میں شریک ہے کہ تم سلامتی کے ساتھ واپس آ جاؤ"

یہ آوازیں کتنی مختلف ہیں روس کے اس مسخرے سابق وزیراعظم خروشچیف کے ملعون کی اس آواز سے کہ "ہم سیاروں تک ہو آئے لیکن خدا کو کہیں نہ پایا"!

(صدق جدید لکھنؤ ۸/۸/۶۹)

درخواست دعا:- مکرم ماسٹر محمد صدیق صاحب شیخ سکنہ شورت کشمیر ایک عرصہ سے کمزوری کے عارضہ سے بیمار ہیں احباب کرام ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں

خاکسار شبیر احمد ناصر۔ نزیل شورت کشمیر

"حیرت انگیز قرآن" پر اخبار صدق جدید کا شاندار تبصرہ

محترم پیر صلاح الدین صاحب کے انگریزی ترجمۃ القرآن پر جو شاندار الفاظ میں پُرحقیقت تبصرہ اخبار صدق جدید مجریہ ۲۵ جولائی ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا ہے۔ احباب کی دلچسپی کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے :-

"The Wonderful Kuran"

از پیر صلاح الدین صاحب ۔ ۶۳۰ صفحہ ۔ مجلد قیمت پندرہ روپے ۔
پتہ رفتارِ زمانہ پبلیکیشنز امین آباد (مغربی پاکستان)

قرآن کا یہ بھی ایک اعجاز ہے کہ اس کی خدمت کے بے شمار رنگ ڈھنگ نکلتے چلے آتے ہیں ۔ انگریزی میں اس کے بہت سے ترجمے اب تک ہو چکے ہیں بعض بہت اچھے ۔ یہ ترجمہ ایک نئی شان اور نئی آن بان کا ۔ اس کا مقصد تمام تر انگریزی دانوں کو مفہومِ قرآنی کی تبلیغ خالص انگریزی مذاق کے ادبی و لسانی معیار سے کرنا ہے ۔ گو اس کے لئے اصل متن کی ترکیبوں اور لغوی ساختوں سے کتنا ہی دُور چلا جانا پڑے ـــــ کتاب اصل مقصد یعنے انگریزوں سے قرآن مجید کے تعارف و تعرب میں کامیاب ہے اور شروع میں دیباچہ وغیرہ کے نام سے کئی نگارشیں مترجم کے قلم سے بہت مفید اور پُر مغز درج ہیں ۔

مترجم کے اس طرزِ جدید سے قرآن مجید کی اصل عبارتیں ہر سورت میں مختصر ہوتی چلی گئی ہیں ۔ اس اختصار اور تلخیص ہی کی بنا پر پُورا قرآن ایک متوسط ضخامت کی ایک ہی جلد میں آگیا ہے ۔ مصنف نے کتاب کا نام "حیرت انگیز قرآن" رکھا ہے ۔ اگر نام "قرآن بیسویں صدی میں" رکھا جاتا تو بھی بیجا نہ ہوتا "!

(صدقِ جدید لکھنؤ ۲۵ ۷/۶۹ ص۴)

ہفتہ تحریک جدید

۴ اِخاء تا ۱۰ اِخاء ۱۳۴۸ ہش مطابق ۴ اکتوبر تا ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۹ء

جُملہ احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال ہفتہ تحریک جدید مورخہ ۴ سے ۱۰ اخاء تک منائے جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے ۔ اس لئے جملہ مبلغینِ کرام اور عہدیدارانِ جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس غرض کے لئے ابھی سے اپنے ہاں تیاری شروع کر دیں ۔ مقامی ریکارڈ کے مطابق وعدہ جات اور وصولی کی پوزیشن تیار کر لی جائے ۔ احباب کو مختلف حلقوں میں تقسیم کر کے ان کو چندہ کی پوزیشن بتا دی جائے ۔ اور پھر اس کے مطابق سو فیصدی وصُولی کے لئے پوری کوشش کی جائے ۔ احباب کی سہولت کے لئے یہ بات بھی مدنظر رکھی گئی ہے کہ مورخہ ۳ اخاء کو جُمعہ ہے ۔ اس دن چونکہ تمام احباب اکٹھے ہوتے ہیں ۔ اس لئے اس دن پروگرام بنا لیا جائے ۔ اور مورخہ ۴ اخاء سے کام شروع کر دیا جائے ۔

دفتر ہذا اس غرض کے لئے مختلف اہلِ قلم احباب کی خدمت میں درخواست کر کے اخبارِ بدر میں اس تعلق میں مضامین شائع کروانے کی کوشش کرے گا ۔ جس سے احباب استفادہ کر سکیں گے ۔

مجھے اُمید ہے کہ جملہ مبلغین کرام اور عہدیدارانِ جماعت اس کے لئے ابھی سے مؤثر کوشش شروع کر دیں گے ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو آمین ؛

وکیل المال تحریک جدید قادیان

فضلِ عمر فاؤنڈیشن فنڈ کی ادائیگی میں توسیع

اور

عہدیدارانِ جماعت کی ذمہ داریاں

فضلِ عُمر فاؤنڈیشن فنڈ میں ادائیگی کی آخری تاریخ ۳۰ احسان ۱۳۴۸ ہش مطابق ۳۰ جون ۱۹۶۹ء مقرر تھی ۔ بعض احباب اپنی مجبوریوں کی وجہ سے حسبِ وعدہ مدّت کے اندر اندر ادائیگی نہیں کر سکے ۔ مگر دُوسری طرف اپنے پیارے آقا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہُ سے بے پناہ محبّت کی وجہ سے ہر دوست کے دِل میں تڑپ تھی کہ وہ اِس مقدس تحریک میں حصّہ لینے سے پیچھے نہ رہ سکے ۔ چنانچہ نظارت بیت المال آمد کی طرف سے ایسے احبابِ جماعت کے مخلصانہ جذبات کے پیشِ نظر سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مزید توسیع کے لئے معاملہ پیش کیا ۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے از راہِ ترحم بھارت کی جماعتوں کے لئے اس فنڈ میں ادائیگی کی مہلت ۳۱ اخاء ۱۳۴۸ ہش بمطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۹ء تک عطا فرمائی ہے ۔ امید ہے دوست اِس آخری نادر موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اِس مقدّس تحریک میں ادائیگی کے لئے خاص توجّہ دیں گے ۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

چندہ وقفِ جدید اطفال
کے بارے میں
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد

"مَیں آج احمدی بچوں (لڑکوں اور لڑکیوں) سے اپیل کرتا ہوں کہ اُٹھو خدا اور اُس کے رسول کے بچّو اُٹھو اور آگے بڑھو اور تمہارے بڑوں کی غفلت کے نتیجہ میں وقفِ جدید کے کام میں جو رخنہ پڑ گیا ہے اُسے پُر کر دو ۔ اور اس کمزوری کو دُور کر دو جو اس تحریک کے کام میں واقع ہو گئی ہے "!

پس جماعت کے تمام احباب سے درخواست ہے کہ وہ نہ صرف اپنی حیثیت کے مطابق خود اس تحریک میں حصّہ لیں بلکہ اپنی اولادوں کو بھی اس میں شامل کریں تاکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو ابھی سے سمجھنے کے قابل ہو جائیں ۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے تمام افرادِ جماعت کا حافظ و ناصر رہے آمین :

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

اِعلان نکاح

مورخہ ۱۱ ظہور (اگست) ۱۳۴۸ ہش کو خاکسار نے عزیزہ نیاز خاتون صاحبہ بنت مکرم افضل خانصاحب لودھی آف ساگر کے نِکاح کا اعلان ہمراہ مکرم احمد شریف صاحب ابن مکرم اسمٰعیل شریف صاحب مرحوم آف ساگر کیا ۔ مکرم احمد شریف صاحب کے بڑے بھائی مکرم عبدالحمید شریف صاحب نے اس خوشی میں مبلغ ۵/- روپیہ بطور شکرانہ اعانتِ بدر میں بھجوانے کا وعدہ فرمایا ہے ۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو ہر جہت سے مبارک کرے اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے آمین ثم آمین ۔

خاکسار :
ایچ ۔ ایم منڈانگھر
صدر جماعت احمدیہ ...

✻ ✻ ✻

قادیان میں بائیسواں یوم آزادی

آنریبل سردار ستنام سنگھ باجوہ وزیر حکومت پنجاب نے جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی

قادیان - ۱۵ اگست - آج بھارت کے ۲۲ ویں یوم آزادی کی پر مسرت تقریب پر میونسپل کمیٹی قادیان کے وسیع احاطہ میں جلسہ ہوا جس میں جماعت احمدیہ کے افراد اپنی سابقہ روایات کے مطابق پورے جوش و خروش اور دلچسپی سے شریک ہوئے۔ اس موقعہ پر بہت سے بچے بچیوں نے دلنشیں پیار کے گیت سنائے۔ ترنگے جھنڈے کی شان میں نظمیں بھی پڑھی گئیں۔

جلسہ کے دوران تیز بارش شروع ہو گئی اس کے باوجود حاضرین صبر و سکون کے ساتھ جلسہ کی کارروائی سنتے رہے۔ آنریبل سردار ستنام سنگھ باجوہ وزیر حکومت پنجاب نے پونے بارہ بجے بٹالہ سے تشریف لا کر جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی۔ اس موقع پر تمام حاضرین جھنڈے کے احترام میں کھڑے رہے۔ بعدہٗ سردار صاحب نے جملہ حاضرین کو مبارکباد دی اور یوم آزادی کو تمام بھارت واسیوں کے لئے خوشی اور برکت کا دن قرار دیا۔ آپ نے مختصر طور پر ہندو سکھ اتحاد کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ لا اینڈ آرڈر کو قائم رکھنے والی حکومت ہی اپنی عمر کو لمبا کر سکتی ہے۔ اور ہم پنجاب میں قانون کی حکومت کو قائم رکھنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ آپ نے حاضرین کو یقین دلایا کہ کوئی بھی غیر پسندیدہ عنصر یہاں پنپنے نہیں دیا جائیگا۔ آپ نے جماعت احمدیہ کے اونچے اخلاق اور بلند کردار کی تعریف کی۔

(نامہ نگار)

جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کی خواہش رکھنے والے احباب کے لئے

ضروری اعلان

حکومت ہند کی منسٹری خارجہ نے زیر چٹھی P-II/۲۹۱۲/۷/۶۹ مورخہ ۱-۸-۶۹ مشورہ دیا ہے کہ:

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ربوہ دسمبر ۶۹ء میں شمولیت کی خواہش رکھنے والے احباب کو چاہیئے کہ وہ جلد از جلد اپنے پاسپورٹ اپنے صوبہ سے بنوانے کی درخواستیں متعلقہ حکام کو دے دیں تاکہ وقت کے اندر ضروری کارروائی کی تکمیل ہو جائے۔

لہٰذا جلسہ میں شمولیت کی خواہش رکھنے والے احباب اس کے مطابق اپنے پاسپورٹ اپنے علاقہ سے جلد بنوالیں۔ تاکہ انفرادی ویزا حاصل کرکے وہ جلسہ میں شامل ہو سکیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

مدرسہ احمدیہ ۲۰ ستمبر کو کھلے گا!

جناب ناظر صاحب تعلیم کے رخصت پر ہونے کے سبب مدرسہ احمدیہ میں احتیاطاً چھ ہفتہ کی موسمی تعطیلات کا اعلان کیا گیا تھا۔ اب صاحب موصوف کی تشریف آوری اور منظوری کے بعد اعلان کیا جاتا ہے کہ موسمی تعطیلات کی مدت ۱۸ ستمبر تک بڑھا دی گئی ہے۔ اور کہ مدرسہ ۲۰ ستمبر کو کھلے گا۔ تمام طلبہ وقت مقررہ پر حاضر ہو جائیں تا تعلیم کا حرج نہ ہو۔

ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ

ضرورت محرر

دفتر ہذا کے لئے ایک خالی اسامی کو پُر کرنے کے لئے میٹرک پاس تجربہ کار۔ ہوشیار کلرک کی ضرورت ہے جو اردو انگریزی لکھ پڑھ سکتا ہو۔ اور حساب و کتاب کا اچھا علم رکھتا ہو۔ مرکز میں رہائش کی خواہش رکھنے والے احمدی کے لئے نادر موقعہ ہے۔ سلسلہ کی خدمت کا شوق رکھنے والے احباب اپنی خود نوشت درخواستیں مع نقول سرٹیفکیٹ تعلیمی اور امیر صاحب مقامی یا صدر جماعت کی تصدیق کے ساتھ کہ ان کا چال چلن اور دینداری کی حالت معیاری ہے اور جسمانی صحت اچھی ہے بھجوائیں۔ اس اسامی پر کام کرنے والے کو ابتداء میں مبلغ -/۷۵ روپیہ ماہانہ بالمقطعہ تنخواہ دی جائے گی۔ اور سروس کمیشن کا امتحان پاس کر لینے کے بعد ۹۰-۴-۱۳۰-۵-۱۶۰-۶-۲۲۰ کا گریڈ دیا جائے گا۔ حقوق پنشن و پراویڈنٹ فنڈ ان کو حاصل ہوں گے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

درخواست ہائے دعا

(۱) ۔۔۔ عزیز رفیق احمد بٹ آف باری پاری گام ماہ نومبر میں دسویں کا امتحان دینے والے ہیں۔ نیز عرصہ ۴-۵ ماہ سے ان کی چھاتی میں تکلیف ہے تمام احباب کرام اور بزرگان سلسلہ سے اپنی صحت یابی اور نمایاں کامیابی کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

اسی طرح برادرم محمد منور شیخ اور محمد امین راتھر آف باری پاری گام نے میٹرک کے امتحان میں داخلہ لیا ہے ان دونوں کی کامیابی کے لئے بھی درخواست دعا ہے۔

خاکسار محمد عبد اللہ فرخ مبلغ سلسلہ احمدیہ

(۲) ۔۔۔ مکرم میاں عبد المجید صاحب ویرہ کلکتہ کی بہو صاحبہ کئی سال سے بعارضہ T.B. بیمار ہیں اور آجکل کرسٹیسینی ٹوریم میں داخل ہیں مریضہ کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ تسلی بخش نہیں ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مریضہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے آمین۔

خاکسار شریف احمد امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں!!

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" فون نمبرز 23—1652 / 23—5222

سپیشل کنویئر بیلٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام، دفاع - پولیس - ریلوے - فائر سروسز - ہیوی انجینئرنگ - کیمیکل انڈسٹریز - مائنز - ڈیریز - ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں۔!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

آفس و فیکٹری: ۱۰- پرشورام سرکار لین کلکتہ ۱۵ - فون نمبر 24-3272

تار کا پتہ: گلوب ربڑ - ربکو ورکس

شوروم: ۳۱/۱ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۱ - فون نمبر 34-0401